کنزالعابدین فی ذکرالذین ماتوا ساجدین

یعنی تذکرہ ان اعلام کا

جو حالت سجدہ میں وفات پا گئے



ابو محمد
موہب الرحیم

القلم والکتاب
0321-4609092

کنز العابدین فی ذکر الذین ماتوا ساجدین

یعنی

تذکرہ ان اعلام کا

جو حالت سجدہ میں وفات پا گئے

مرتب

ابو محمد موہب الرحیم

القلم و الکتاب

کامران پارک، ملتان روڈ لاہور

0321-4609092

نام کتاب ------------------ جو حالت سجدہ میں وفات پا گئے

مرتب ------------------ موہب الرحیم 0321-4290959

قیمت ------------------

القلم و الکتاب

کامران پارک، ملتان روڈ لاہور

0321-4609092

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اما بعد!

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا انکار کسی بھی صورت ممکن نہیں۔ انسان نے جو کچھ اپنی زندگی میں خیر وشر کمایا، اس کا نتیجہ عموماً موت کے وقت ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایسے بدقسمت لوگ بھی ہوتے ہیں جو خواہش کے باوجود کلمہ طیبہ اپنی زبان پر لانے کی سکت نہیں رکھتے۔ اور ایسے سعادت مند بھی ہوتے ہیں جو بے ہوش ہونے کے باوجود عین موت کے وقت ہوش میں آتے ہیں، کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں۔

خاتمہ بالخیر یقیناً بہت سعادت کی بات ہے۔ جہاں بہت سارے لوگ حالتِ گناہ میں موت دیے گئے وہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو سجدہ میں فوت کیے گئے۔ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سلف کی ایک جماعت نماز میں سجدہ کی حالت میں فوت کی گئی۔''[1]

بعض نیک لوگ یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ سجدہ میں فوت ہوں، ان کی یہ خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ اس مضمون میں میں نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے متعلق یہ مروی ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جن کی اس حالت میں وفات کا صدق وکذب تو معلوم نہیں، تاہم اس کا احتمال تو ضرور موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف انابت کی توفیق کسی کو بھی اپنی حکمت سے عطا

---

[1] جامع العلوم والحکم، ص: ۷۴۸۔

فرما سکتا ہے۔ اس لیے جس کے متعلق بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ سجدے میں فوت ہوا اپنی معلومات کے بہ قدر میں نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے، خواہ وہ کسی بھی مسلک کا آدمی ہو۔ قارئین سے اُمید ہے کہ وہ کسی بدعتی کا تذکرہ میرے مضمون میں دیکھ کر مجھے ہدفِ تنقید نہیں بنائیں گے اور نہ ہی اس تذکرے کو کسی بدعتی یا بدعت کی مدح جانتے ہوئے مجھے اس سے متاثر سمجھیں گے کیوں کہ میرے مضمون کا موضوع رد و تنقید نہیں، محض تاریخ کے اوراق کو پلٹنا ہے۔

کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو سجدے کے علاوہ نماز کی کسی اور حالت یا نماز سے متعلقہ کسی عمل کے دوران فوت ہوئے، مثلاً:

معروف اہل حدیث عالم خواجہ قاسم (وفات ۱۹۹۷ء) تشہد کی حالت میں فوت ہوئے۔ ❶

شرف الدین طیبی صاحب شرح مشکاۃ (وفات ۷۴۳ھ) مسجد میں نماز کا انتظار کرتے ہوئے فوت ہوئے۔ ❷

زُرارۃ بن اَوفیٰ الحرشی راجح قول کے مطابق حالتِ قیام میں فوت ہوئے۔ ❸

حافظ حمید الطویل (وفات ۱۴۲ھ) نماز میں کھڑے ہوئے اچانک فوت ہو گئے۔ ❹

ابو سلمہ حماد بن سلمہ (وفات ۱۶۸ھ) نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوئے۔ ❺

عامر بن عبداللہ بن زبیر بن عوام (وفات ۱۲۴ھ) مغرب کی نماز کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد فوت ہو گئے۔ ❻

ان کے علاوہ متعدد اشخاص جو نماز سے متعلقہ کسی عمل میں فوت ہوئے، ان کا تذکرہ میں نے اس مضمون میں شامل نہیں کیا۔ البتہ جس کے بارے میں دو طرح کے

---

❶ ہفت روزہ الاعتصام: ۱۹ دسمبر ۱۹۹۷ء۔
❷ البدر الطالع: ۱/ ۲۳۰۔
❸ اخبار القضاۃ، ص: ۱۸۷۔
❹ تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۵۲۔
❺ المنتظم: ۸/ ۲۹۶۔
❻ المنتظم: ۷/ ۲۳۱۔

قول مروی ہوں جن میں سے ایک حالتِ سجدہ میں وفات کا ہو، اس کا تذکرہ میں نے شامل کردیا ہے، مثلاً: عبدالرحمان بن ابان بن عثمان کے بارے میں تاریخ دمشق (۴۳/۴۷) میں مصعب بن عثمان سے مروی ہے کہ آپ سجدے کی حالت میں فوت ہوئے، لفظ یہ ہیں:

"فمات وهو نائم في السجدة بعد السبحة ."

''ان کی وفات تب ہوئی جب وہ نوافل پڑھنے کے بعد حالتِ سجدہ میں سو رہے تھے۔''

جب کہ تہذیب الکمال (۱۵/۴۹۳)، طبقات ابن سعد (۷/۴۵۰) میں یہ لفظ ہیں:

"فمات وهو نائم في مسجده بعد السبحة ."

''ان کی وفات تب ہوئی جب وہ نوافل پڑھنے کے بعد اپنی مسجد میں سو رہے تھے۔''

مصعب الزبیری نے بھی نسب قریش (ص۱۲۰) میں دوسرے قول کو ذکر کیا ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جن پر سجدے میں حملہ کیا گیا اور ان کی وفات اس کے متصل بعد یا کچھ وقفے سے ہوئی ان کو بھی شامل مضمون نہیں کیا، مثلاً: عبدالعزیز بن محمد بن سعود شاہِ سعودیہ (وفات ۱۲۱۸ھ)، آپ پر نماز عصر کے سجدے میں ایک رافضی یا کردی نے حملہ کیا اور اس کے کچھ دیر بعد ہی فوت ہو گئے۔ [1]

تراجم کو ذکر کرنے سے پہلے سجدے کی فضیلت اور سجدے میں فوت ہونے والے کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ موضوع کی افادیت میں اضافہ ہو سکے۔

[1] عنوان المجد في تاريخ نجد: ۱/۱۲۵.

سجدے کی فضیلت

سجدہ انتہائی تعظیم کی ایک صورت ہے، اسی لیے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے لائق نہیں۔ سجدہ انتہائی تواضع وتذلل پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اسی لیے سجدہ ہی نماز کا اہم ترین رکن اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ قربت والی حالت ہے۔

قرآن پاک کی بہت ساری آیات سجدے کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔ فرمایا:

❁ .... ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾ [الحجر: ۹۸]

"پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔"

❁ .... ﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾ [النجم: ۶۲]

"تو اللہ کو سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو۔"

❁ .... ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ﴾

[الحج: ۷۷]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔"

❁ .... ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا﴾

[الدھر: ۲۶]

"اور رات کے کچھ حصے میں بھی اس کے لیے سجدہ کر اور لمبی رات تک اس کی تسبیح کیا کر۔"

❁ ...... ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ [العلق: ۱۹]

"اور سجدہ کر اور قرب حاصل کر۔"

علامہ سیوطی نے بہ حوالہ عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن المنذر مجاہد کا یہ قول ذکر

کیا ہے:

''آدمی اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، کیا تم یہ نہیں سنتے (وہ اللہ) کہہ رہا ہے: ﴿اُسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ '' ❶

آپ ﷺ سے مرفوعاً بھی یہ معنی ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنے بڑے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ [الاعراف: ١١]

''اور بلاشبہ ہم نے تمھاری تخلیق کی پھر ہم نے تمھاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو اُنھوں نے سجدہ کیا، ابلیس کے سوا۔''

اور فرمایا:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾

[البقرة: ٣٤]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو اُنھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔''

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس فضیلت کو بیان کیا ہے جس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ سجدہ ایک ایسی تعظیم وتکریم ہے جس کا موازنہ کسی اور عمل سے ممکن نہیں۔

سجدہ کی فضیلت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ سجدہ تذلل کی سب سے نمایاں حالت ہے اسی لیے تو شیطان نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

رب تعالیٰ کے آگے جھکنا، تذلل اختیار کرنا باعثِ شرف ہے۔ اور چوں کہ سجدے سے بڑھ کر تذلل کے اظہار کی جسمانی حالت کوئی بھی نہیں اس لیے سجدے کی حالت

❶ الدر المنثور: ٨/٥٦٦.

تمام حالتوں سے افضل ٹھہری۔

سجدہ مومنین کی صفات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے باعث مدح اوصاف ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ هُمْ یَسْجُدُوْنَ﴾[آل عمران:۱۱۳]

''جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدہ کرتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾ [الفتح:۲۹]

''ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کرنے کے اثر سے موجود ہے، یہ ان کا وصف تورات میں ہے اور انجیل میں۔''

اور فرمایا:

﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْ رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾ [الزمر:۹]

''(کیا یہ شخص بہتر ہے) یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝﴾ [الفرقان:٦٤]

''اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔''

انسان کی طبع ہی میں یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ سجدہ ہی سب سے زیادہ اظہارِ

تذلل و تواضع کی صورت ہے۔ حتیٰ کہ انسان خوفِ شدید اور طمع مدید میں بے اختیار سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴾ [مریم:۵۸]

''اور جب ان پر رحمان کی آیات پڑھی جاتی ہیں وہ سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا ﴾ [السجدة:١٥]

''ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انھیں ان کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں۔''

فرعون کے جادوگروں کا واقعہ بھی انسان کی طبع میں موجود اس شعور پر دلالت کرتا ہے۔ جب ان سے کچھ نہ بن پڑا، اپنا عجز اور موسیٰ علیہ السلام کا صدق معلوم ہو گیا تو فوراً سجدے میں گر کر رب کی کمال اتباع، اس کی طرف اپنی محتاجی، انابت اور اپنی تواضع و تذلل کا اظہار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں کسی کو کسی کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''[1]

اس حدیث سے سجدہ کے کئی ایک اہم پہلو واضح ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ سجدہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو کرنا حرام ہے کیوں کہ یہ ایسی حالت ہے جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لائق نہیں۔ دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ سجدہ، شکر بجا لانے کے لیے اچھا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات کا شکر بجا لانے میں سجدہ بے مثل ہے۔

---

[1] ابو داود: ۲۱٤٠.

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی اس اُمت سے خاص عنایت اور خاص رحمت و محبت پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو پہلی اُمتوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے جھکنے والا نہیں بنایا کیوں کہ اس میں انتہائی ذلت کا پہلو تھا۔

معدان الیعمری کہتے ہیں: میں ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ کو ملا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے، یا کہا: ایسا عمل بتائیں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ میرے سوال پر وہ خاموش رہے، میں نے پھر پوچھا تو خاموش رہے، تیسری بار پھر پوچھا تو گویا ہوئے: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی پوچھا تھا، آپ نے فرمایا تھا:

((علیك بكثرة السجود لله، فانك لا تسجد لله سجدة الا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة.)) ❶

''کثرت کے ساتھ اللہ کے لیے سجدے کیا کرو کیوں کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو گے تو وہ اس کی وجہ سے تمھارا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مامن عبد يسجدلله سجدة الا كتب الله له بها حسنة ومحا عنه بها سيئة، ورفع له بها درجة، فاستكثروا من السجود.)) ❷

''جو بندہ بھی اللہ کو سجدہ کرتا ہے تو اللہ اس کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، ایک برائی مٹا دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ چنانچہ کثرت کے ساتھ سجدے کیا کرو۔''

حافظ منذری نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ ❸

ابن ماجہ مذکورہ حدیث سے قبل ابو فاطمہ سے بھی اسی معنیٰ کی ایک حدیث لے کر

---

❶ مسلم: ۱۰۹۳ ❷ ابن ماجه: ۱٤۲٤.
❸ الترغيب والترهيب: ۱/۱۷٥.

آئے ہیں۔ ❶

ربیعہ بن کعب نے آپ ﷺ سے جنت میں آپ کے ساتھ رہنے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اعنی علی نفسك بكثرة السجود .)) ❷

"میرے ساتھ رہنے کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلند مرتبہ کے حصول کا ایک ذریعہ کثرتِ سجود ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اقرب مايكون العبد من ربه وهو ساجد، فاكثروا الدعاء .)) ❸

"آدمی اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو تم (سجدے میں) زیادہ دعا کیا کرو۔"

آپ ﷺ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((واما السجود فاجتهدوا في الدعاء، فقمن أن يستحباب لكم .)) ❹

"سجدوں میں خوب دعا کیا کرو کہ سجدہ کی حالت زیادہ لائق ہے کہ تمھاری دعا اس میں قبول کر لی جائے۔"

سجدہ دعا کی قبولیت کا محل ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جو سجدے میں اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوا، رب کی طرف انابت کرتا ہوا اور اس کی طرف اپنے فقر کا اظہار کرتا ہوا فوت ہو جائے!

جناب جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يبعث كل عبد على ما مات عليه .)) ❺

---

❶ ابن ماجه: ١٤٢٢.
❷ صحيح مسلم: ١٠٩٤.
❸ مسلم: ١٠٨٣.
❹ مسلم: ١٠٧٤.
❺ مسلم: ٧٢٣٢.

''ہر آدمی کو اسی حال پر اُٹھایا جائے گا جس حال میں وہ فوت ہوا۔''

اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ بدنی حالت کو بھی شامل ہے یا کہ صرف قلبی احوال کے بارے میں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں احوال کو شامل ہے۔ انسان بدنی اور قلبی دونوں احوال پر اُٹھایا جائے گا۔ دونوں کی تائید دوسری احادیث سے ہوتی ہے۔

سجدے میں فوت ہونے والے کے لیے یقیناً یہ سعادت کی بات ہے کہ وہ اس حال میں اُٹھایا جائے کہ وہ سر بہ سجود ہو۔

حالتِ سجدہ میں فوت ہونے والے کا شرعی حکم:

جس کے جنتی ہونے کی بشارت نص سے ثابت نہ ہو، اس کے بارے میں بالجزم جنتی ہونے کا دعویٰ کرنا درست نہیں۔ اہل السنۃ والحدیث کا یہی عقیدہ ہے۔ [1]

کسی نیک عمل پر فوت ہونے والے کے لیے اُمید تو ضرور کی جاسکتی ہے حتیٰ کہ وہ بدعتی ہی کیوں نہ ہو، ممکن ہے اللہ نے اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمادی ہو یا وہ حق واضح نہ ہوسکنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ویسے ہی معذور ہو۔ لیکن بالجزم نہیں۔ کیوں کہ نیت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مزید برآں ایسی بات اگر کسی بدعتی کے متعلق منقول ہے تو پہلے اس کی تحقیق کر لینی چاہیے کہ واقعی یہ سچ بھی ہے یا محض جھوٹ۔

---

[1] دیکھیے: تعليقات على شرح العقيدة الطحاوية لعبد الله الجبرين: ٣/٤، السنة لحرب بن اسماعيل الكرماني (وفات ٢٨٠هـ) ،ص: ٢٥٦،٣٩.

حضرت داود علیہ السلام

داود بن ایشا بن عوید بن باعز بن سلمون بن نحشون بن عویناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔

نسب میں آنے والے بعض ناموں میں اختلاف بھی موجود ہے۔

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہت ونبوت دونوں سے نوازا، ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نبوت ایک سبط اور بادشاہت ایک سبط میں ہوا کرتی تھی۔ آپ میں اللہ نے دونوں جمع کر دیں، فرمایا:

﴿وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ [البقرة: ٢٥١]

''اور داود نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے انھیں بادشاہی اور دانائی عطا کی۔'' [1]

آپ کو کئی ایک معجزے عطا کیے گئے جن میں آپ کے لیے لوہے کا نرم ہونا، پہاڑوں اور پرندوں کی تسخیر شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبور عطا کی جسے آپ بہت خوب صورت آواز میں اور بہت تھوڑے وقت میں مکمل کر لیتے، آپ کو عظیم بادشاہت عطا کی گئی اس کے باوجود آپ محنت کر کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آپ کا تعریفی تذکرہ فرمایا ہے۔

آپ علیہ السلام عبادات میں بہت بصیرت والے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن ناغہ کرتے۔ دشمن سے جھڑپ ہوتی تو فرار نہ ہوتے تھے۔ آدھی رات سوتے، دو حصہ قیام کرتے اور باقی چھٹا حصہ پھر آرام فرماتے۔

[1] البداية والنهاية: ٢/١٦٤.

آدم علیہ السلام نے اپنی عمر میں سے چالیس برس آپ کو دیے۔ جس سے آپ کی عمر ساٹھ سے بڑھ کر ایک سو سال ہوگئی۔

وفات:

البدایہ والنہایہ (۲/۱۷۵) میں روی عن بعضھم کہہ کر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ حالتِ سجدہ میں فوت ہوئے۔ ملک الموت آپ کے پاس آیا تو آپ محراب سے اُتر رہے تھے، آپ نے کہا مجھے اترنے یا چڑھنے دو، ملک الموت نے کہا: اے اللہ کے نبی! سال، ماہ، آثار اور ارزاق ختم ہوگئے۔ (یہ سن کر) آپ ایک سیڑھی پر سجدہ ریز ہو گئے اور اسی حالت میں فوت کر دیے گئے۔

مسند احمد (۲۵۴/۱۵) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا ایک لمبا قصہ آپ کی وفات سے متعلق مروی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ آپ ایک روز گھر میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کو گھر کے وسط میں کھڑا پایا، اس سے پوچھا تو کہنے لگا: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور جس کو حاجب (دربان) روک نہیں پاتے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم ملک الموت ہو، اللہ کا حکم بسر و چشم، پھر آپ اسی جگہ لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کی روح ادھر ہی قبض کر لی گئی۔

ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس کی اسناد جید قوی اور اس کے رجال ثقات ہیں۔ ❶

لیکن اس کی سند میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب ہیں جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں، مگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے، اس لیے سند میں انقطاع ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

البداية: ٢/ ١٦٣، تاريخ دمشق: ١٧/ ٨٠، تاريخ طبري: ١/ ٤٧٦، بغية الطلب: ٧/ ٣٣٩٨، صحيح الانباء المسند من احاديث الانبياء: ٢/ ٦٤٩.

---

❶ البداية: ٢/١٧٤.

ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ (وفات ۷۵ ھ)

آپ اپنی کنیت ہی سے معروف ہیں، آپ کے نام میں کافی اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں: آپ کا نام جُرہم ہے۔ اس نام کے تحت آپ کے حالات زندگی کئی ایک مصنفین نے لکھے ہیں، مثلاً: ابن حبان (الثقات: ۳/ ٦٣) اور امام بخاری (تاریخ کبیر: ۱/ ۲/ ۲٤۸).

ابن سعد کہتے ہیں: ابو ثعلبہ کا نام جو آپ کے ساتھیوں نے بتلایا، جُرہم بن ناش ہے۔ [1]

احمد، ہارون، الحمال، ابن زنجویہ، ابن المدینی اور ابن معین کے نزدیک آپ کا نام جُرہم ہی ہے۔ [2]

بعض کے نزدیک آپ کا نام جرثوم ہے۔ یہ سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے۔ [3]

ابن حجر کہتے ہیں: اکثر کا یہی قول ہے۔ [4]

ابو مسہر الدمشقی سے منقول ہے کہ آپ کا نام جرثومہ ہے۔ [5]

اس کے علاوہ بھی علماء نے آپ کے نام کے سلسلے میں متعدد اقوال ذکر کیے ہیں۔

اسی طرح آپ کے والد کے نام کے متعلق بھی کافی اختلاف ہے۔

الخشنی، بنو خشین کی طرف نسبت ہے جس کا تعلق بنو قضاعہ کے ساتھ ہے۔ خشین کا نام: وائل بن نمر بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔ [6]

---

[1] طبقات ابن سعد: ۷/ ٤١٦.
[2] الاصابة: ١٢/ ٩٤، سیر اعلام النبلاء: ٢/ ٥٦٨.
[3] الجرح والتعديل: ٢/ ٥٤٣.
[4] فتح الباری: ٣/ ٣٩١٤.
[5] طبقات ابن سعد: ٧/ ٤١٦.
[6] جمهرة انساب العرب، ص: ٤٥٥.

قضاعہ بعض کے نزدیک حمیر کا قبیلہ ہے۔ کلبی اور ابن اسحاق کا یہی موقف ہے۔ ❶

قلقشندی کہتے ہیں: مشہور بھی یہی ہے۔ ❷

جب کہ بعض کے نزدیک قضاعہ کا نسب عدنان سے ملتا ہے۔ ابن عبدالبر نے اکثر کا موقف یہی ذکر کیا ہے۔ ❸

ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی نسل ہی سے علامہ حافظ محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ الاندلسی القرطبی (وفات ۲۸۶ھ) ہیں جن کے حالات "سیر اعلام النبلاء" (۱۳/ ۴۵۹) میں حافظ ذہبی نے ذکر کیے ہیں۔

محجن بن وہیب کہتے ہیں: آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کی تیاری کر رہے تھے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات لوگوں پر مشتمل خشین کا وفد آیا تو وہ ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا۔ ❹

ابو الحسن بن سمیع کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے۔ ❺

ناشرۃ سے مروی ہے کہ ہم نے ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بات میں زیادہ سچا کوئی نہ دیکھا، پہلے فتنے (فتنہ خوارج) کے متعلق ہم نے آپ کی بات کو سچا دیکھا، آپ روز رات کو باہر نکل کر آسمان دیکھتے کہ کس حال میں ہے، پھر لوٹ کر آتے اور سجدہ کرتے (یعنی اس بات کا شکر کرتے کہ عذاب نہیں آیا)۔ ❻

آپ نے علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ میں کسی فریق کے ساتھ بھی شامل نہ ہوئے۔

دارقطنی وغیرہ سے مروی ہے کہ ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان والوں میں سے ہیں، یوم خیبر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ بھی مقرر فرمایا، ان کو اور ان کے بھائی عمرو کو ان کی قوم

---

❶ جمهرة ابن حزم: ٤٤٠.
❷ نهاية الارب، ص: ٣٦٦.
❸ ايضاً: ٣٦٦.
❹ ابن سعد: ٤١٦/٧.
❺ الاصابة: ٩٦/١٢.
❻ تاريخ دمشق: ١٠٣/٦٦.

کی طرف بھیجا۔ ❶

ابن عبداللہ المزنی سے مروی ہے: پہلی نماز جو حمص میں مسلمانوں نے پڑھی وہ یوحنا کے کنیسا میں ہوئی جس کی امامت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ نے کرائی۔ ❷

اسماعیل بن عبید اللہ کہتے ہیں: ابو ثعلبہ الخشنی اور کعب رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو ثعلبہ کہنے لگے: اے ابو اسحاق! جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وقت نکالے گا اللہ تعالیٰ دنیا کی مؤونت (محنت و مشقت) اس کے لیے آسان فرما دیتا ہے۔ ❸

وفات:

آپ رضی اللہ عنہ ۷۰ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں فوت ہوئے، مگر یہ قول ضعیف ہے۔

ابو الزاہریہ کہتے ہیں: میں نے ابو ثعلبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے اُمید ہے کہ اللہ مجھے اس طرح سختی سے موت نہیں دے گا جس طرح میں تمھیں دیکھتا ہوں۔ ایک رات وہ نماز کے دوران سجدے میں گئے تو اللہ نے (اسی حالت) فوت کر دیا۔ ان کی بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ والد محترم فوت ہو گئے ہیں، وہ گھبرا کر اُٹھی اور اپنی والدہ کو آواز دینے لگی: میرے ابو کہاں ہیں؟ والدہ نے جواب دیا: اپنی نماز گاہ میں، بیٹی نے وہاں جا کر ان کو آواز دی کوئی جواب نہ آیا۔ قریب آئیں، دیکھا تو وہ حالت سجدہ میں تھے، حرکت دی تو وہ ایک جانب گر گئے۔ یعنی آپ فوت ہو چکے تھے۔ ❹

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ٢/٥٦٩.

❷ التعدیل والتجریح: ١/٤٦٧.

❸ تاریخ دمشق: ٧٧/١٠٣.

❹ تاریخ دمشق: ٦٦/١٠٤، سیر: ٢/٥٧٠، الاصابة: ١٢/٩٧.

آپ کے حالات درج ذیل کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

الاصابہ: ۱۲/ ۹۷ ، طبقات ابن سعد: ۷/ ٤١٦ ، التعديل والتجريح للباجی: ۱/ ٤٦٧ ، اسد الغابہ:٥/ ١٥٤ ، الجرح والتعديل: ۲/ ٥٤٢ ، التاريخ الكبير للبخاری:۱/ ۲/ ٢٤٨ ، تهذيب التهذيب: ۱۲/ ٥٢ ، ثقات ابن حبان: ۳/ ٦٣ ، رجال صحيح مسلم لابن منجويه:۱/ ١٢٦ ، تاريخ دمشق: ٦٦/ ٨٤ .

ابن ابی السرح رضی اللہ عنہ (وفات ۳۶ھ)

امیر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی القرشی، ابو یحییٰ کنیت ہے۔

زبیر بن بکار کہتے ہیں: ان کی ماں اشعری ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: ان کی ماں کا نام مہانہ بنت جابر ہے۔ ❶

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتبِ وحی مقرر کیا ہوا تھا، پھر مرتد ہو گئے۔ فتح مکہ کے موقع پر عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو پناہ دی۔ یہ آپ کے رضاعی بھائی تھے۔ بیعت کے لیے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح کی طرف سے تین بار مطالبہ کیے جانے کے بعد بیعت فرمائی اور فرمایا: تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہ تھا کہ جب میں نے بیعت نہیں کی تو وہ اس کو قتل کر دیتا۔ ❷

بغوی کہتے ہیں: اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حدیث روایت کی ہے۔ ❸

آپ نے کئی ایک فتوحات میں حصہ لیا اور متعدد مقامات پر امیر مقرر کیے گئے۔

وفات:

آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ۳۶ھ میں عسقلان میں وفات پائی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ مصر سے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ رہے تھے کہ حضرت عثمان کی شہادت کی وفات کی خبر ملی تو وہیں سے واپس ہو لیے، ادھر مصر پر ابن ابی حذیفہ غالب آ چکے تھے تو آپ عسقلان چلے گئے۔ کچھ کہتے ہیں کہ آپ رملہ تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صفین میں حاضر ہوئے اور

❶ تاریخ دمشق: ۲۳/۲۹، الاصابة: ۱۷۶/۲.

❷ ابوداود: ۲۶۸۳، سیرة ابن هشام، ص: ۴۰۹.

❸ معرفة الصحابه: ۲۴/۴.

۵۹ھ تک زندہ رہے۔ [1]

ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ سجدے میں یا نماز پوری کرنے کے بعد فوت ہوئے۔ [2]

امام بغوی نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی سرح کی وفات کا وقت آیا، اس وقت وہ فتنے سے دوڑ کے رملہ آئے ہوئے تھے، ساتھیوں سے پوچھا: صبح ہو گئی؟ اُنھوں نے جواب دیا نہیں: جب صبح کا وقت ہونے والا تھا تو پھر پوچھا: صبح ہو گئی؟ اُنھوں نے جواب دیا: نہیں۔ جب صبح کا وقت ہونے والا تھا تو کہنے لگے: میں صبح کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں، تم دیکھو (اور مجھے بتاؤ) پھر کہنے لگے: یا اللہ! میرا آخری عمل صبح کی نماز بنانا۔

پھر وضو کیا، نماز پڑھی، پہلی رکعت میں فاتحہ اور سورۃ العادیات، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک سورت پڑھی۔ (نماز کی تکمیل کرتے ہوئے) پھر دائیں طرف سلام پھیرا، بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تو اللہ نے ان کی روح قبض کر لی۔ [3]

ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ [4]

ذہبی کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات خلافتِ علی کے زمانے میں ہوئی۔ [5]

بہ ہر حال ان اقوال سے معلوم ہوا کہ سجدے میں فوت ہونے والی بات کمزور ہے، صحیح وہی قول ہے جس کو بغوی نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

آپ کے حالات درج ذیل کتب میں دیکھے جاسکتے ہیں:

الاصابہ: ٦/ ١٧٤، سیر: ٣/ ٣٣، معجم الصحابہ: ٤/ ٢٣، تاریخ دمشق: ٢٩/ ١٩، اسد الغابہ: ٣/ ٢٦٠، معرفۃ الصحابہ لابی نُعیم: ١٦٥٦، العقد الثمین: ٥/ ١٦٦، الجرح والتعدیل: ٥/ ٦٣، الثقات: ٣/ ٢١٣.

---

1. الاصابۃ: ٦/١٧٨ ملخصاً.
2. البدایۃ: ٤/٢٩٧.
3. معرفۃ الصحابہ للبغوی: ٤/٢٤.
4. الاصابہ: ٦/١٧٩.
5. سیر: ٣/٣٥.

مجاہد بن جبر (وفات ۱۰۲ھ)

ابو الحجاج مجاہد بن جبر المکی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ [1]

آپ بہت بڑے مفسر اور قاری تھے، عبداللہ بن عباس کے خاص تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

ایک قول کے مطابق آپ سائب بن ابی سائب کے مولیٰ (غلام) تھے۔ویسے آپ کی ولاء (غلامی سے آزادی کی نسبت) سے متعلق تین اقوال مروی ہیں:

① ...... قیس بن السائب بن عویمر۔ یہ عبدالرحمان بن مہدی، مصعب، ابن المدینی، ابو عمرو الدانی المقری اور ابن سعد وغیرہم کا قول ہے۔ مجاہد سے خود بھی ایک قول یہی مروی ہے۔

② ...... عبداللہ بن سائب بن ابی سائب المخزومی۔ یہ امام احمد اور عبدالغنی بن سعید وغیرہ کا قول ہے۔ مجاہد سے یہ دوسرا قول بھی مروی ہے۔

③ ...... سائب بن ابی سائب۔ علامہ ذہبی کا ''سیر'' میں اور حافظ ابن حجر کا تہذیب میں اسی طرف رجحان معلوم ہوتا ہے۔

آپ نے متعدد صحابہ وتابعین سے روایت لی، البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی روایت میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن معین وغیرہما کے نزدیک یہ مرسل ہے۔ [2] جب کہ علی بن مدینی اتصال کے قائل ہیں۔ صحیح بخاری میں سماع کی تصریح بھی موجود ہے۔ [3] ذہبی بھی سماع کے قائل ہیں۔ [4]

---

[1] طبقات المفسرین: ۲/ ۳۰۶، العقد الثمین: ۱۲۴/۷. [2] الجرح والتعدیل: ۳۱۹/۸.
[3] تهذیب التهذیب: ۲٦/٤. [4] سیر اعلام النبلاء: ٤٥١/٤.

آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ آپ بہت متواضع تھے۔ تین بار آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر قرآن پاک کی قراءت اس طرح کی کہ ہر آیت پر رک کر اس کے شان نزول اور معنی کے متعلق سوال کرتے۔ ذہبی بھی سماع کے قائل ہیں۔ ❶

تفسیر قرآن کے لیے آپ اہل کتاب کے بھی اقوال ذکر کرتے تھے، اسی لیے بعض علماء آپ کی تفسیر سے اجتناب کیا کرتے تھے۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: میں نے سوائے عطاء، طاؤس اور مجاہد کے کسی کو نہیں دیکھا جو رضائے الٰہی کی نیت سے علم حاصل کرتا ہو۔ ❷

مجاہد کہتے ہیں: ہم نے جب یہ علم طلب کیا اس وقت نیت نہ تھی، بعد میں اللہ نے نیت عطا کر دی۔ ❸

مجاہد کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ رہا، میں ان کی خدمت کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ میری خدمت کرتے تھے۔ ❹

مزید فرماتے ہیں: جب میں سوار ہوتا تو ابن عمر رکاب پکڑ لیتے اور میرے کپڑے درست کرتے۔ ❺

آپ فرمایا کرتے تھے: دل ہتھیلی کی طرح ہے، آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک اُنگلی بند ہوتی ہے، حتیٰ کہ ساری بند ہو جاتی ہیں، پھر دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ ❻

آپ ہی سے مروی ہے کہ قرآن کہتا ہے: میں تمھارے حق میں تب تک ہوں جب تک میری پیروی کرو گے اور جب پیروی نہیں کرو گے تو میں تمھارے تعاقب میں لگ جاؤں گا۔ ❼

عبداللہ بن عباس نے آپ سے فرمایا: تم صرف وضو کی حالت ہی میں نیند پوری کیا

---

❶ حلیۃ الاولیاء: ۲۹۹/۳۔ ❷ التاریخ الکبیر لا بن ابی خیثمہ: ۳۰۷/۱۔
❸ المعرفۃ والتاریخ: ۸۱۲/۱۔ ❹ حلیہ الاولیاء: ۳۰۶/۳۔
❺ تاریخ ابن ابی خیثمہ: ۱۹۷/۱۔ ❻ حلیہ الاولیاء: ۳۰۳/۳۔
❼ حلیہ الاولیاء: ۳۰۰/۳۔

کرو، کیوں کہ روحیں اسی حالت میں اُٹھائی جائیں گی جس حالت میں قبض کی گئیں۔ ❶

آپ کہتے: جب بندہ دلی طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ مومنوں کے دل اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ ❷

ابن الجوزی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو قبلہ رو ہو کر دائیں جانب سوئے اور اللہ کا ذکر کرے۔ اور سوتے وقت اس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو۔ کیوں کہ نیند موت ہے، کیا خبر کہ یہ اس کی (حقیقی) موت بن جائے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ﴾ [الانعام: ٦٠]

''اور وہی ہے جو رات کو تمھیں فوت کر دیتا ہے۔'' ❸

وفات:

آپ کی سن وفات میں مختلف اقوال ہیں:

① ......١٠٠ھ میں فوت ہوئے۔ یہ ہیثم بن عدی کا قول ہے۔

② ......ابن بکیر کے نزدیک ١٠١ھ آپ کا سن وفات ہے۔

③ ......فضل بن دُکین کے نزدیک ١٠٢ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

④ ......سعید بن عفیر اور امام احمد کے مطابق آپ ١٠٣ھ میں فوت ہوئے۔

⑤ ......یحییٰ القطان ١٠٤ھ کے قائل ہیں۔ ❹

وکیع بن جراح نے اپنے بعض ساتھیوں سے بیان کیا کہ آپ سجدے کی حالت

---

❶ حلیة الاولیاء: ٣/٣١٦.

❷ حلیة الاولیاء: ٣/٢٩٩.

❸ المنتظم: ٧/٩٥.

❹ تهذیب التهذیب: ٤/٢٦، طبقات ابن سعد: ٨/٢٨، تاریخ ابن ابی خیثمه: ١/٢٠٠.

میں فوت ہوئے۔ فضل بن دُکین کہتے ہیں: آپ سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ ❶

تفصیلی حالات کے لیے دیکھیں:

طبقات ابن سعد:٥/ ٤٦٧ ، طبقات المفسرين: ٢/ ٣٠٥ المنتظم لابن الجوزی: ٧/ ٩٤ ، سير اعلام النبلاء : ٤/ ٤٤٩ ، تهذيب التهذيب: ١٥/ ٣٨ ، العقد الثمين: ٧/ ١٣٢ ، تذكرة الحفاظ: ١/ ٩٢ ، رجال صحيح مسلم لابن منجويه: ٢/ ٢٤٣ ، غاية النهاية: ٢/ ٤١ ، معرفة القراء الكتاب:١/ ٦٦ ، تاريخ الاسلام:٧/ ٢٣٥ ، تهذيب الكمال: ٢٧/ ٢٢٨ .

---

❶ طبقات ابن سعد: ۲۸/۸.

زُرارۃ بن اوفیٰ الحرشی

زُرارہ بن اوفیٰ الحرشی، آپ کی کنیت ابوالحاجب ہے۔ حرشی، حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی طرف نسبت ہے۔ عامر بن صعصعہ، مضر بن نزار بن معد بن عدنان سے ہیں۔ ❶

انس بن مالک، تمیم داری، عبداللہ بن سلام، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے روایت لی۔

آپ سے سختیانی، بہز بن حکیم، ثابت بن عمارۃ، قتادۃ بن دعامہ، علی بن زید بن جدعان اور داود بن ابی الہند وغیرہ نے روایت لی۔ ❷

آپ بصرہ کے قاضی تھے۔

وفات:

آپ کی سن وفات میں تین اقوال ہیں:

① ۹۳ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ ❸ طبقات ابن سعد (۷/۱۵۰ ط. دارالفکر) میں تسعین کا لفظ سبعین ہو گیا ہے جو کہ صریحاً غلط ہے کیوں کہ ولید بن عبدالملک ۸۶ھ میں تخت نشین ہوئے تھے۔

② ابن معین کا قول ہے کہ آپ ۱۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

③ ایک قول یہ ہے کہ آپ ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ ❹

طبقات ابن سعد (۷/۱۵۰)، اخبار القضاۃ (ص: ۱۸۷) اور حلیۃ الاولیاء (۲/۲۶۹)

---

❶ جمهرة انساب العرب، ص: ٤٨٢، الانساب للسمعاني: ٤/١٠٨.

❷ تهذيب الكمال: ٩/٣٤٠.

❸ تهذيب الكمال: ٩/٣٤١.

❹ اخبار القضاة لوكيع، ص: ١٨٧.

میں ہے کہ آپ نے عید کے روز نماز پڑھائی، جب اس آیت پر پہنچے ﴿ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾ [المدثر: ۸] تو ایک جھرجھری سی لی اور فوت ہو گئے۔ بہز بن حکیم اور عون بن ذکوان آپ کو اُٹھانے والوں میں شامل تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے سجدے کی حالت میں وفات پائی۔ ابن ابی حاتم نے ابوداود طیالسی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ابن مسعود سے سماع نہیں کیا اور سجدے میں فوت ہوئے۔ ❶

پہلا قول ہی درست معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

مزید حالات کے لیے ملاحظہ فرمایئے:

الجرح والتعديل: ٣/ ٦٣، تهذيب التهذيب: ١/ ٦٢٨، طبقات ابن سعد: ٧/ ١٥٠، تهذيب الكمال: ٩/ ٣٣٩، اخبار القضاة، ص: ١٨٦ .

❶ الجرح والتعديل: ٣/٦٠٣.

عمر بن عامر سلمی (وفات ۱۳۵ھ)

ابو حفص عمر بن عامر السلمی البصری، بنو سلیم میں سے تھے، آپ کا شمار بصرہ کے قاضیوں میں ہوتا ہے۔ ایوب سختیانی، جابر جعفی، حماد بن ابی سلیمان اور قتادہ وغیرہ سے روایت لی۔

آپ سے عباس بن فضل انصاری، معتمر بن سلیمان، حارث بن مرۃ اور یزید بن زریع وغیرہ نے روایت لی۔

روایت حدیث میں آپ کا درجہ متقن کا نہیں۔ یحییٰ بن سعید الانصاری آپ کو پسند نہیں کرتے تھے کیوں کہ عمر نے ایسی حدیثیں روایت کیں جو یحییٰ الانصاری کے نزدیک منکر تھیں۔ ❶

ابو زرعہ نے آپ کو ثقہ کہا ہے، یحییٰ بن معین نے "لیس به باس" کہا ہے۔ ابوداود نے ضعیف اور امام نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے لیکن مرجئ تھے۔ ابن المدینی کہتے ہیں: صالح شیخ تھے۔ ❷

ذہبی نے انھیں "ذکر اسماء من تکلم فیه وهو موثق" (ص: ۱۴۴) میں ذکر کیا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں: وهو عندی لابأس به . ❸

خلاصہ یہ کہ آپ عمداً کذب بولنے والے اور بہ کثرت غیر مستقیم احادیث بیان کرنے والے نہیں تھے، چنانچہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے: صدوق له اوهام . ❹

---

❶ الجرح والتعدیل: ۱۲۷/٦.

❷ الجرح والتعدیل: ۱۲۷/٦، تهذیب الکمال: ٤٠٥/۲۱، الکامل لابن عدی: ٥۲/٦، الضعفاء والمترکون، ص: ۸۸، الضعفاء للعقیلی: ۹۲۳/۲، میزان الاعتدال: ۲٥۲/٥.

❸ الکامل: ٥٤/٦. ❹ تقریب، ص: ۸۲۲.

ساجی کہتے ہیں: آپ شیوخ میں سے ہیں۔ صدوق ہیں، قوی نہیں، آپ میں کچھ ضعف ہے۔ [1]

وفات:

ابن حبان کہتے ہیں: آپ ۱۳۵ھ میں فوت ہوئے۔ [2] ابوعبیدۃ سے مروی ہے کہ آپ اچانک فوت ہوئے آپ کے علاوہ کوئی قاضی اچانک فوت نہیں ہوا۔ امام ابوزرعہ سے مروی ہے کہ آپ نے سجدہ کی حالت میں وفات پائی۔ [3]

ان کے حالات ان کتب میں دیکھا جا سکتا ہے:

الضعفاء للعقیلی: ۲/ ۹۲۲، میزان الاعتدال: ۵/ ۲۵۱، تهذیب الکمال: ۲۱/ ۴۰۳، تهذیب التهذیب: ۳/ ۲۳۵، الجرح والتعدیل: ۶/ ۱۲۱.

---

[1] تهذیب التهذیب: ۳/۲۳۶.

[2] الثقات: ۷/۱۸۱۔

[3] تهذیب التهذیب: ۳/۲۳۶.

موسیٰ الصغیر

موسیٰ بن مسلم الحزامی، شیبانی بھی کہا جاتا ہے، ابو عیسیٰ کنیت تھی، کوفہ کے رہنے والے تھے، موسیٰ الصغیر کے نام سے معروف ہیں۔

ابراہیم التیمی، سلمہ بن کہیل، عبدالرحمان بن سابط اور عکرمہ وغیرہ سے آپ نے روایت لی۔ اور آپ سے ثوری، ابو معاویہ الضریر، عبدالسلام بن حرب اور عبداللہ بن نمیر وغیرہ نے روایت لی۔

ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا ہے، امام احمد نے "ما اری به باسا" کہا ہے۔ ابوداود، ابن ماجہ اور نسائی نے خصائص میں آپ سے روایت لی ہے۔ ❶

وفات:

ابو حاتم رازی کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ آپ مقامِ ابراہیم کے سامنے سجدے میں فوت ہوئے۔ ❷

احمد بن عبداللہ بن یونس نے بعض لوگوں کو تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ موسیٰ الصغیر مقام ابراہیم کے پاس سجدے میں فوت ہوئے۔ ❸

---

❶ تهذيب الكمال: ١٥٣/٢٩.

❷ الجرح والتعديل: ١٥٨/٨.

❸ طبقات ابن سعد: ٤٧٥/٨.

ابن ابی وحشیۃ الیشکری (وفات ۱۲۵ھ)

جعفر بن ایاس بن ابی وحشیہ الیشکری الواسطی، ابو بشر کنیت ہے۔

آپ نے بشیر بن ثابت، حبیب بن سالم، حسان بن بلال، خالد بن عرفطہ، طاوس، عامر الشعبی، عطاء بن ابی رباح، مجاہد بن جبر اور نافع مولیٰ ابن عمر وغیرہم سے روایت لی۔

آپ سے ابو عوانہ، ایوب سختیانی، خالد الواسطی، اعمش، شعبہ اور ھشیم بن بشیر وغیرہ نے روایت لی۔

یحییٰ بن معین، ابو زرعہ، ابو حاتم، احمد العجلی اور نسائی سے امام مزی نے ان کی توثیق نقل کی ہے۔ ❶ ابن سعد نے بھی انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ❷

یحییٰ القطان کہتے ہیں: شعبہ، ابو بشر کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے اور کہا کہ ابو بشر نے حبیب بن سالم سے کچھ نہیں سنا۔ ابن عدی کہتے ہیں: ارجو انه لا بأس به۔ ذہبی کہتے ہیں: ابن عدی کا ان کو "الکامل فی الضعفاء" میں ذکر کرنا مستحسن نہیں ہے، آپ تابعی تھے اور بڑے علماء میں سے تھے۔ ❸

وفات:

آپ کی سن وفات میں درج ذیل اقوال ہیں:

۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ یہ مطیّن، واقدی اور محمد بن عبداللہ الحضرمی کا قول ہے۔ نوح بن حبیب ۱۲۴ھ کے قائل ہیں اور کہا کہ آپ مقامِ ابراہیم کے سامنے سجدے

---

❶ تهذيب الكمال: ٥/ ٧.

❷ طبقات ابن سعد: ٩/ ٢٥٢.

❸ طبقات ابن سعد: ٩/ ٢٥٢، الكامل: ٢/ ١٥٢، ميزان الاعتدال: ٢/ ١٢٨.

کی حالت میں فوت ہوئے۔

ابن سعد، خلیفہ، ابو عبید اور ابو الحسن المدائنی کے نزدیک آپ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ ذہبی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ ❶ ابن المدینی سے ۱۲۶ھ کا قول مروی ہے۔ ❷ ابن حبان نے ۱۳۱ھ کا قول "قیل" کہہ کر ذکر کیا ہے۔ ❸

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

سیر اعلام النبلاء: ٥/ ٤٦٥، التاریخ الکبیر للبخاری: ٢/ ١٨٦، الجرح والتعدیل: ٢/ ٤٧٣، طبقات الخلیفة، ص: ٣٢٥، تهذیب الکمال: ٥/ ٥، الثقات: ٦/ ١٣٣، الکامل لابن عدی: ٢/ ١٥١، تهذیب التهذیب: ١/ ٣٠٠، طبقات ابن سعد: ٩/ ٢٥٢.

---

❶ تاریخ الاسلام: ٨/٦٣.

❷ تهذیب الکمال: ٥/١٠،٩.

❸ الثقات: ٦/١٣٣.

ابن ہُبیرۃ الفزاری (وفات ۱۳۲ھ)

ابو خالد یزید بن عمر بن ہُبیرۃ الفزاری، ۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ [1]

آپ کا نسب یوں ہے: یزید بن عمر بن ہُبیرۃ بن معیۃ بن سکین بن خدیج بن بغیض بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ [2]

مروان بن محمد کے دور میں کوفہ اور بصرہ کے والی مقرر ہوئے، ولید بن یزید کے دور میں قنسیرین کے والی رہے۔

شجاع، دلیر اور عمدہ سیاست دان تھے۔ عملی زندگی زیادہ تر خوراج کی سرکوبی میں گزری۔ آپ کھانا خوب سیر ہو کر تناول کرتے تھے۔

ابن الجوزی لکھتے ہیں:

"علمائے سیر کہتے ہیں: بنو اُمیہ کی خلافت چار لوگوں پر ختم ہے کہ جن کی طرح کے لوگ حکومت میں کبھی ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہوئے: مروان بن محمد بن الحکم اپنی شجاعت و سیاست میں، عبدالحمید کتابت و بلاغت میں، یزید بن عمر بن ہبیرہ اپنی تدبیر اور صحت و درستیِ رائے میں اور نصر بن سیار اپنی صولت و دبدبہ اور بلند آہنگی میں۔" [3]

سخت گرمی میں ابن ہُبیرہ کے پاس چند لوگ آئے، آپ پیوند لگی قمیص پہنے ہوئے

---

1. وفيات الاعيان: ٥/٣٥٧.
2. جمهرة ابن حزم: ٢٥٥.
3. المنتظم: ٧/٣١٨.

تھے۔ لوگ دیکھ کر متعجب ہوئے، ابن ہُبیرہ سمجھ گئے اور ابن ہرمہ کا یہ شعر پڑھا ۔

قد يدرك الشرف الفتى ورداؤه

خلق وجيب قميصه مرقوع

''بسا اوقات انسان اس حال میں بھی شرف وعزت کو پالیتا ہے کہ اس کی چادر بوسیدہ اور قمیص کی جیب پیوند لگی ہوتی ہے۔'' ❶

وفات کا قصہ:

۱۳۲ھ میں ابن ہُبیرہ کی خراسانیوں سے جنگ جاری رہی اور قحطبہ بن شبیب، جو بنو العباس کے داعیوں میں سے تھے، سے شکست اُٹھائی اور واسط آگئے۔ یہاں حسن بن قحطبہ سے ان کی جنگ ہوئی جس میں ان کو ابوجعفر منصور کی طرف سے امان دے دی گئی، ابوجعفر منصور اس امان کی وفا کرنا چاہتا تھا لیکن سفاح آڑے آیا۔ ابو العباس سفاح، ابو مسلم الخراسانی (سفاک اور درندہ صفت) پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ ابو مسلم خراسانی نے سفاح کو لکھا کہ جس راستے میں ابن ہبیرہ جیسا شخص ہو وہ آسانی کے باوجود مشکل ہو جاتا ہے۔ سفاح، ابن ہبیرہ کے قتل کے لیے تیار ہو گیا اور ابوجعفر سے اصرار کرنے لگا، حتیٰ کہ ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ کو ابن ہبیرہ کے قتل کے لیے روانہ کیا، یہ سو کے قریب آدمی لے کر ابن ہبیرہ کے پاس آیا اور کہا کہ مال اُٹھانے آئے ہیں، ابن ہبیرہ نے دربان سے کہا کہ خزانے تک ان کی راہنمائی کرو، ان کے کارندے بیت المال کے پاس کھڑے ہوئے اور یہ خود ابن ہبیرہ کی طرف چل دیے، ابن ہبیرہ کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور ان کے پاس ان کا بیٹا داود، محافظ اور چند موالی تھے۔ جب وہ ابن ہبیرہ کی طرف آئے تو محافظ ان کے سامنے کھڑا ہو گیا، ہیثم بن شعبہ نے گردن پر وار کر کے اسے گرا دیا اور داود کو قتل کر دیا۔ ابن ہبیرہ کی گود میں جو بچہ تھا اُنھوں نے اسے ایک طرف لٹا دیا اور خود سجدے میں چلے گئے، اسی حالت میں ان کو

❶ وفيات الأعيان: ٥/٣٦٤.

قتل کر دیا گیا۔(قاتل کا نام تاریخ خلیفہ (۲/۶۰۹) میں عبداللہ بن البختری مذکور ہے۔) پھران مقتولین کے سر ابو جعفر منصور کے پاس لائے گئے۔

یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے میں نے مختصراً ذکر کردیا ہے، تفصیلی واقعہ کے لیے دیکھیے: الکامل (۴/۳۳۶) اور تاریخ طبری (۷/۴۵۰)۔

آپ کے حالات وواقعات کے لیے یہ کتب دیکھی جاسکتی ہیں:

وفيات الاعيان: ٥/ ٣٥٧، تاريخ خليفه: ٢/ ٦٠٥، المنتظم: ٧/ ٣١٣، الكامل: ٤/ ٣٢٠، ٣٣٦، سير اعلام النبلاء: ٦/ ٢٠٧ وغيره.

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (وفات ۱۵۰ھ)

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ مولیٰ بنی تیمم۔ الامام المشہور قول جمہور کے مطابق ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، کئی تابعین سے روایت لی، آپ سے بھی بہت سے تلامذہ نے کسبِ علم کیا۔ اکثر محدثین کے نزدیک روایت میں بہ اعتبارِ ضبط آپ معتبر نہیں۔ تاہم استنباط و استدلال کی صلاحیت عمدہ تھی، ذہبی کہتے ہیں:

''فقہ و رائے میں تدقیق اور پیچیدگیوں میں منتہی آپ ہی کی طرف ہے، لوگ اس میں آپ کے عیال ہیں۔'' ❶

آپ عبادت گزار اور صاحب ورع تھے۔ کثرتِ رائے کی وجہ سے بہت سارے آئمہ نے آپ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابن الجوزی کہتے ہیں:

''ابو حنیفہ کے فہم و تفقہ میں لوگوں کا اختلاف نہیں...... اس کے باوجود سبھی طعن پر متفق ہیں۔ اور طعن کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں: کچھ نے عقائد کی وجہ سے طعن کیا، کچھ نے قلتِ حفظ و ضبط کی وجہ سے اور ایک کچھ نے احادیث صحیحہ کے خلاف رائے کی وجہ سے طعن کیا۔'' ❷

اس ضمن میں علامة المحدث علم من اعلام اهل السنة ابوعبدالرحمان مقبل بن ہادی الوادعی الیمنی (وفات ۱۴۲۲ھ) کی کتاب ''نشر الصحيفه في ذكر الصحيح من اقوال ائمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ٣٩٢/٦.

❷ المنتظم: ١٣١/٨ ملخصًا.

وفات:

آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ البتہ کیفیتِ وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ ابوجعفر منصور نے آپ کو قاضی بننے کو کہا، انکار پر کوڑے لگائے گئے اور کچھ دن بعد آپ فوت ہو گئے۔

ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی وفات زہر خورانی کی وجہ سے ہوئی۔ [1]

ابوحسان الزیادی سے مروی ہے کہ جب آپ کو موت کا احساس ہوا تو سجدے میں چلے گئے، اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ [2]

---

[1] تاريخ بغداد: ١٥/٤٥٢.

[2] عقود الجمان، ص: ٣٥٨، معانی الاخبار: ٣/١٤١.

ابن ابی حازم (وفات ۱۸۴ھ)

ابو تمام عبدالعزیز بن ابی حازم سلمہ بن دینار۔ شیرازی نے آپ کی کنیت ابو عبداللہ ذکر کی ہے مگر یہ کوئی پختہ بات نہیں ہے۔

آپ مدینہ کے کبار فقہاء میں سے تھے۔ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ، ثور بن زید، زید بن اسلم، سہیل بن ابی صالح، ضحاک بن عثمان، عمر بن عامر الاسلمی، موسیٰ بن عقبہ، ہشام بن عروہ وغیرہم سے آپ نے روایت لی۔

آپ کے تلامذہ میں ابراہیم بن حماد ابی حازم، ابراہیم بن محمد الشافعی، احمد بن الحجاج، ابن ابی اویس، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، مصعب الزبیری، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی اور سوید بن سعید وغیرہم کے نام ہیں۔

آپ بڑے صالح اور پرہیز گار تھے۔ امام احمد سے منقول ہے کہ امام مالک کے بعد مدینہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔ [1] ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی کہتے ہیں آپ عبدالعزیز الدراوردی سے بڑھ کر فقیہ تھے۔ [2]

ابن عبدالبر کہتے ہیں: امام مالک کی زندگی کے اواخر میں اور بعد میں فتوے کا مدار مغیرہ بن عبدالرحمان محمد بن ابراہیم بن دینار پر تھا۔ عبدالملک بن ماجشون نے اس کو حکایت کیا ہے۔ (مغیرہ کے بعد) ابن ابی حازم تیسرے شخص تھے جن پر فتوے کا مدار تھا۔ [3]

علامہ سخاوی کہتے ہیں: آپ امامت کے مرتبے پر فائز تھے اور بڑی شان

---

[1] الجرح والتعديل: ٣٨٢/٥.

[2] الجرح والتعديل: ٣٨٣/٥.

[3] تهذيب الكمال: ١٢٤/١٨.

والے تھے۔ ❶

آپ کی صالحیت کا یہ عالَم تھا کہ امام مالک سے منقول ہے: وہ قوم جس میں ابن ابی حازم ہو اس کو عذاب نہیں ہوسکتا۔ اور مزید فرمایا کہ اہل مدینہ ابن ابی حازم کی وجہ سے اللہ کی پکڑ سے محفوظ رہے۔ ❷

ابن ابی ضمرہ کہتے ہیں: امام مالک کے پاس کسی نے موت کا ذکر کیا تو امام مالک رو پڑے۔ ہم نے عرض کیا: اگر آپ فوت ہو جائیں تو آپ کی کیا رائے ہے کہ ہم گھبراہٹ میں کس کی طرف رجوع کریں اور اس سے مشورہ کریں؟ امام مالک نے جواب دیا: ایک قوم میں ابن ابی حازم ہے، قوم والے ان کی رائے ہی سے کچھ کرتے ہیں، میں اُمید کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو توفیق دے دی جائے گی۔ ❸

امام مالک سے ایک آدمی نے سوال کیا، آپ نے جواب نہ دیا، اصحاب نے پوچھا ہم کس سے سوال کریں؟ آپ نے کہا: ابن ابی حازم سے پوچھو، وہ اچھا آدمی ہے۔ ❹

آپ کی احادیث صحیحین میں بھی موجود ہیں۔

وفات:

۱۸۰ھ یا ۱۸۲ھ یا ۱۸۴ھ یا ۱۸۵ھ یا ۱۸۶ھ میں وفات پائی۔ ابن قنفذ القسنطینی نے سن وفات ۱۸۸ھ ذکر کیا ہے۔ ❺ مگر یہ درست نہیں۔

عبدالرحمان بن شیبہ سے امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ آپ سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ ❻

---

❶ التحفة اللطيفة: ٢٦/٣.

❷ ترتيب المدارك: ١١/٣، تهذيب التهذيب: ٥٨٣/٢.

❸ ترتيب المدارك: ١١/٣.

❹ ترتيب المدارك: ١٢/٣.

❺ الوفيات، ص: ١٤٧.

❻ التاريخ الكبير: ٢٥/٦.

ابن شعبان المالکی کہتے ہیں ۱۸۵ھ، جمعہ کے دن مسجد نبوی میں نماز کے آخری سجدے میں وفات پائی۔ ❶

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

التحفة اللطیفة للسخاوی: ۳/ ۲۵، الثقات: ۷/ ۱۱۷، تهذیب الکمال: ۱۸/ ۱۲۰، تهذیب التهذیب: ۲/ ۵۸۳، تذکرة الحفاظ: ۱/ ۲٦٨، تاریخ الاسلام: ۱۲/ ۲۷٤، سیر اعلام النبلاء: ۳٦۳، ترتیب المدارك: ۳/ ۹.

❶ ترتیب المدارك: ۳/۱۲.

صفوان بن سلیم (وفات ۱۳۲ھ)

ابوعبداللہ صفوان بن سلیم الزہری القرشی المدنی، آپ کی کنیت ابوالحارث بھی بیان کی جاتی ہے۔

آپ نے کئی ایک صحابہ سے روایت بیان کی ہے۔ آپ سے مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور ابن جریج وغیرہ نے روایت بیان کی ہے۔

آپ مدینہ کے فقہاء وزہاد میں تھے۔ عبادت گزار، قناعت پسند اور متقین میں سے تھے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں: میں جب آپ کو دیکھتا تو جان لیتا کہ آپ اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔ [1]

امام احمد کہتے ہیں: آپ اللہ کے صالحین بندوں میں جو بہترین لوگ ہوتے ہیں ان میں سے تھے۔ [2]

امام مالک سے مروی ہے، فرماتے ہیں: صفوان موسم گرما میں گھر کے اندر اور موسم سرما میں چھت پر نماز پڑھتے تاکہ نیند سے محفوظ رہیں۔ [3]

انس بن عیاض کہتے ہیں: میں نے صفوان کو دیکھا ہے۔ اگر ان سے کہا جائے کہ کل قیامت ہے تو ان کے پاس کوئی مزید عبادت نہ ہوگی۔

(یعنی جتنی وہ عبادت کرتے ہیں اس سے مزید ممکن نہیں)

صفوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دنیا کی سختیوں سے مؤمن آدمی کے لیے راحت موت

---

1. التاریخ الکبیر للبخاری: ٤/٣٠٨.
2. الجرح والتعدیل: ٤/٤٢٤.
3. حلیة الأولیاء: ٣/١٧٧.

ہی میں ہے۔ یہ کہہ کر آپ رو دیے۔ ❶

محمد بن صالح التمار کہتے ہیں: صفوان قبرستان آتے اور بیٹھ کر رونا شروع کر دیتے حتی کہ مجھے ان پر رحم آنے لگتا۔ ❷

آپ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: یا اللہ میں تیری ملاقات کی محبت رکھتا ہوں تو بھی میری ملاقات کی محبت رکھ۔ ❸

امام احمد اور ابو حاتم کہتے ہیں: آپ ثقہ ہیں۔ ❹

ابن عیینہ نے بھی آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ❺

وفات:

آپ کی وفات ۱۳۲ھ میں ہوئی۔

ذہبی کہتے ہیں: امام ترمذی کو وہم ہوا ہے انھوں نے تاریخ وفات ۱۲۴ھ لکھی ہے۔ ❻

کتاب التھجد للاشبیلی ص نمبر: (۱۹۹) اور احیاء علوم الدین (۴/۴۱۲) میں مرقوم ہے کہ آپ حالتِ سجدہ میں فوت ہوئے۔

آپ کے حالات کے لیے دیکھیں:

تاریخ الاسلام (٨/ ٤٥٢) الثقات (٦/ ٤٦٨) التحفة اللطيفة (٢/ ٢٤٠) حلية الاولياء (٣/ ١٧٧) طبقات ابن سعد (٧/ ٥١١) تهذيب الكمال (١٣/ ١٨٤) سير اعلام النبلاء (٥/ ٣٦٤) التاريخ الكبير للبخاري (٤/ ٣٠٨) تاريخ ابن ابی خيثمه (٢/ ٢٨١).

---

❶ تهذيب الكمال: ١٣/١٨٨.

❷ تاريخ الاسلام: ٨/٤٥٣.

❸ التهجد للاشبيلي: ١٩٩.

❹ الجرح والتعديل: ٤/٤٢٤.

❺ التاريخ الكبير للبخاری: ٤/٣٠٨.

❻ تاريخ الاسلام: ٨/٤٥٢.

ابوجعفر السوسی (وفات ۲۵۹ھ)

محمد بن عمرو بن یونس بن عمران بن دینار الثعلبی الکوفی ابوجعفر، سوسی کے لقب سے معروف ہیں۔ بعض مصادر میں آپ کا نام احمد لکھا ہے۔
ابوجعفر العقیلی کہتے ہیں: آپ رفض کی طرف مائل تھے اور آپ نے منکر احادیث کو بیان کیا۔ [1]

وفات:

ابوجعفر طحاوی سے مروی ہے کہ ابوجعفر السوسی محرم ۲۵۹ھ میں حج سے واپس آتے ہوئے مکہ کے راستے میں حالت سجدہ میں فوت ہوئے۔ مکمل ایک سو سال عمر پائی۔ طحاوی کہتے ہیں: مجھے ابوعلی محمد بن محمد بن اشعث کوفی نے بتایا کہ وہ ان کے ساتھ تھے، سوسی نے انھیں چاند دیکھنے کو کہا، اُنھوں نے چاند دیکھ کر بتایا تو کہنے لگے (آج) میں مکمل سو سال کا ہو گیا ہوں، پھر پڑاؤ کیا، مغرب کا وضو کروانے کو کہا (ابوعلی کوفی کہتے ہیں:) میں نے وضو کرایا، پھر نماز شروع کی، سجدے میں گئے تو بہت لمبا ہو گیا، میں نے دیکھا تو آپ کو وفات پا چکے تھے۔ [2]

تفصیلی حالات ان کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

الوافی بالوفیات: ٤/ ٢٠٢، النجوم الزاهرہ: ٢٥٩ه، المنتظم: ١٢/ ١٥٢، تاریخ مولد العلماء، ص: ٢٣٨، تاریخ الاسلام: ١٩/ ٣٠٦، تاریخ دمشق: ٥٥/ ٣٤، میزان الاعتدال: ٦/ ٢٨٥، لسان المیزان: ٥/ ٣٢٨.

---

[1] الضعفاء: ٤/١٢٧٠.

[2] تاریخ مولد العلماء، ص: ٢٣٨، تاریخ دمشق: ٥٥/٣٥.

ابن غلبون (وفات ۲۹۱ھ)

ابوعقال غلبون بن حسن بن غلبون۔ بعض نے علون نام ذکر کیا ہے۔
قیروان کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی زندگی کے کچھ ایام لہو ولعب میں گزار دیے، بعد میں توبہ کرکے زہد وعبادت کی طرف مائل ہوگئے اور ابو ہارون الاندلسی (وفات ۲۹۰ھ) کی صحبت اختیار کرلی۔ سحنون سے سماع بھی کیا، زہد سے متعلق شاعری بھی کرتے تھے۔ قیروان سے مکہ مکرمہ آگئے، آخری وقت تک ادھر ہی رہے۔

وفات:

ماہِ رمضان ۲۹۱ھ میں آپ نے عشاء کی نماز پڑھی، لوگ تراویح پڑھتے ہوئے سجدے میں گئے، سب اُٹھ گئے، ابوعقال سجدے ہی میں رہے، لوگوں نے سمجھا سو گئے ہیں۔ تراویح ختم ہوئی، ان کو حرکت دی گئی تو معلوم ہوا کہ وفات پاچکے ہیں۔ ❶

صاحب ریاض النفوس دوسری جگہ لکھتے ہیں: مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں آپ نے وفات پائی۔ ❷

آپ کے حالات ریاض النفوس لابی بکر المالکی (۱/۵۲۷) اور معالم الایمان فی معرفة اهل القیروان (۲/۲۱۴) میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

---

❶ ریاض النفوس: ۱/ ٥٣٩.

❷ ریاض النفوس: ۱/ ٥٢٧.

المستعین باللہ (وفات ۲۵۲ھ)

احمد بن محمد بن معتصم باللہ بن ہارون الرشید بن محمد المہدی العباسی بن عبداللہ ابو جعفر المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس، ابو العباس، ۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۴۸ھ ربیع الثانی میں اس وقت خلیفہ بنے جب منتصر باللہ فوت ہوا۔ [1] ان کی والدہ ''مخارق'' ام ولد تھیں۔

تین سال اور تقریباً آٹھ ماہ خلافت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ رہی۔ ان کے بعد معتز باللہ خلیفہ بنا۔ جب مستعین خلیفہ بنے تو تقریباً سبھی لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی مگر کچھ لوگوں نے معتز باللہ کا نعرہ بلند کیا جس سے فضا خراب ہوگئی اور آپس میں جنگوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ بہت سے قتل ہوئے، بہت سے گھر لوٹے گئے، بعد میں فتنہ ٹھنڈا پڑا اور بغداد میں مستعین کی مکمل طور پر بیعت کرلی گئی۔

۲۵۱ھ میں عراق کی فضا دوبارہ بغاوت سے مکدر ہوگئی، مستعین سامراء سے بغداد آگئے، لشکر کے لوگ مستعین کو راضی کرنے آئے اور کہا کہ واپس آجاؤ، مستعین نے جواب دیا: تم جاؤ میں دیکھتا ہوں مجھے کیا کرتا ہے۔ ان لوگوں کو غصہ آیا، اُنھوں نے معتز کی بیعت کرلی ادھر مستعین کو خبر ہوئی تو اس نے عبداللہ بن طاہر کو بغداد کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔ خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کروائیں، ابن طاہر اور معتز کے درمیان مراسلت اور خط کتابت بھی ہوتی رہی، محرم کے آخری عشرے میں معتز نے اپنے بھائی ابو احمد بن متوکل کو مستعین سے لڑنے کے لیے بھیجا، وقفے وقفے سے کئی ماہ جنگ جاری رہی۔

دونوں گروہوں کے بہت زیادہ لوگ قتل ہوئے، معتز کا پلڑا اگر بھاری رہا۔ بغداد

[1] سیر اعلام النبلاء : ۱۲/۴٦.

کے لوگ جن کے گرد خندقیں تھیں بھوک پیاس سے تنگ ہوئے تو ابن طاہر کے پاس آ کر شکوہ کرنے لگے۔ ابن طاہر نے کچھ وجوہات کی بنا پر مستعین سے خلافت سے دست برداری پر اصرار کیا۔ مستعین نے جب یہ دیکھا کہ وہ کمزور پڑ چکا ہے، دست برداری پر راضی ہو گیا۔ ابن طاہر نے ابن المتوکل کو خط لکھا اور مستعین کے حق میں بعض مطالبے کیے، جو تسلیم کر لیے گئے، ان مطالبوں میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ مستعین مدینہ چلے جائیں گے اور مکہ بھی جا سکیں گے۔ مستعین سے شاہی انگوٹھی وغیرہ بھی لے لی گئی اور بعد میں مکہ سے بھی روک دیے گئے۔ آخری عمر میں آپ کو حکم دیا گیا کہ خود کو واسط کے عامل کے سپرد کر دیں۔

وفات:

بعض کہتے ہیں قادسیہ کے مقام پر ۲۵۲ھ میں وفات پائی، یہ ابن ابی الدنیا سے منقول ہے۔ بعض کہتے ہیں پانی میں غرق ہوئے، بعض کہتے ہیں سعید بن صالح آپ کو معتز کی جانب سے قتل کرنے آیا، اُنھوں نے اس سے نماز کی مہلت مانگی، جب آخری سجدے میں تھے تو اس نے انھیں قتل کر دیا اور سر کاٹ کر معتز کے پاس لے آیا، معتز نے انعام کے طور پر پچاس ہزار درہم دیے اور بصرہ کا والی بنا دیا۔ واللہ اعلم

مستعین کو اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں نماز پڑھ رہے تھے۔ [1]

مزید حالات وواقعات کے لیے ملاحظہ ہو:

تاریخ طبری (۹/ ۲۵٦)، البداية (۱۱/ ۲)، المنتظم (٦/۱۲)، الكامل لابن اثير (۵/ ۳۱۱).

[1] البداية: ۱۱/۱۱، المنتظم: ٥٦/۱۲، الكامل: ۳۳۳/٥.

ابن شجاع الثلجی (وفات ۲۶۶ھ)

ابو عبداللہ محمد بن شجاع بغدادی حنفی، ابن الثلجی کے نام سے بھی معروف ہیں۔ ثلجی: ثلج بن عمرو بن مالک بن عبد مناۃ کی طرف نسبت ہے۔ ❶

۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن آدم، ابن علیہ، وکیع اور واقدی وغیرہ سے روایت لی۔ ان سے یعقوب بن شیبہ، عبداللہ بن احمد البزاز وغیرہ نے روایت لی۔

اپنے وقت کے عراقی فقہ (فقہ اہل الرائے) کے بڑے عالم تھے۔ حسن بن زیاد اللؤلؤی کے ساتھیوں میں آپ کا شمار ہے۔ یوں تو عبادت گزار اور تلاوت قرآن کے پابند تھے مگر خلق قرآن کے مسئلے میں توقف کرنے والوں میں سے تھے۔

تھذیب التھذیب (۵۸۹/۳) میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ خلق قرآن کے قائل تھے۔

امام عثمان بن سعید الدارمی نے اپنی مایہ ناز کتاب ”الرد علی بشر المریسی العنید فیما افتری علی اللہ من التوحید“ میں کئی مقامات پر ابن الثلجی کے بعض عقائد کا رد کیا ہے۔

الفوائد البھیۃ میں ہے کہ آپ معتزلہ کی طرف مائل تھے، محدثین کے نزدیک روایت حدیث میں ضعیف قرار دیے گئے، اگرچہ اپنے آپ میں کامل تھے۔ ❷

ملا علی قاری حنفی نے امام حاکم کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آپ معتزلہ کے مذہب کی طرف مائل تھے۔ ❸

امام احمد کا قول ہے کہ ابن الثلجی مبتدع ہے۔ ❹

---

❶ الانساب : ۳/ ۱۳۸. ❷ الفوائد البیھة، ص : ۱۷۱.

❸ الاثمار الجنیة فی طبقات الحنفیة : ۵۹۳/۲، الجواهر المضیئة : ۱۷٤/۳.

❹ تاریخ بغداد : ۳۱۷/۳.

ابن عدی نے کہا: ابن الثلجی تشبیہ والی احادیث گھڑ کے اصحاب الحدیث کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ ❶

زکریا الساجی کہتے ہیں: ابن الثلجی کذاب آدمی تھا۔ ابوحنیفہ اور ان کی رائے کی نصرت میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ابطال میں اس نے حیلہ کیا۔ ❷

امام مزی نے ابن الثلجی کو جہمیہ میں سے قرار دیا ہے۔ ❸

فقہ حنفی میں موصوف نے اعلیٰ پائے کی کئی ایک کتب تصنیف کیں، لیکن اب مفقود ہیں۔ ❹

وفات:

موصوف کا خاتمہ بہ ظاہر خیر پر ہوا ہے۔ یقیناً اللہ اپنی حکمت سے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور سینے کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

آپ عصر کی نماز میں ۴ ذی الحجہ ۲۶۶ھ کو سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ ❺

امام ذہبی کہتے ہیں: "یرحم ان شاء اللّٰہ." ❻

''ان شاء اللہ آپ پر رحم کیا جائے گا۔''

آپ کے حالات ان کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں:

تاریخ بغداد: ۳/ ۳۱۵، تہذیب الکمال: ۲۵/ ۳۶۲، تہذیب التہذیب: ۳/ ۵۸۸، الکامل لابن عدی: ۶/ ۲۹۱، المنتظم: ۱۲/ ۲۰۹، تاریخ الاسلام: ۲۰/ ۱۶۵، سیر اعلام النبلاء: ۱۲/ ۳۷۹، طبقات الحنفیہ: ۱/ ۲۷۲، الاثمار الجنیہ: ۲/ ۵۹۳، الفوائد البھیہ، ص: ۱۷۱، الماتریدیہ ۱/ .

---

❶ الکامل: ۶/۲۹۱. ❷ تاریخ بغداد: ۳/۳۱۷.
❸ تہذیب الکمال: ۲۵/۳۶۳. ❹ طبقات الحنفیة: ۱/۲۷۲.
❺ تاریخ بغداد: ۳/۳۱۶. ❻ میزان الاعتدال: ۶/۱۸۳.

ابو بکر البزاز (وفات ۳۲۲ھ)

یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن عیسیٰ بن بختری، ابو بکر البزاز، جراب کے لقب سے معروف ہیں۔ ۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔

امام علی بن عمر الدارقطنی الحافظ کہتے ہیں: آپ ثقہ، مامون، مُکثر ہیں۔ ہم نے آپ سے لکھا ہے۔ ❶

وفات:

تاریخ بغداد (۴۳۱/۱۶) میں ہے کہ ۲۱ ربیع الثانی ۳۲۲ھ میں جمعہ کی رات سجدے میں فوت ہوئے اور جمعہ کے دن دفن کیے گئے۔

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھیے:

تاريخ بغداد:١٦/ ٤٣١، المنتظم: ١٣/ ٣٤٦، تاريخ الاسلام: ٢٤/ ١١٩.

❶ الموتلف والمختلف للدارقطني: ٢/٧٢٦.

امام ابن حاکم الشہید (وفات ۳۳۴ھ)

محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبدالمجید بن اسماعیل بن حاکم السلمی، ابو الفضل الشہید۔

فقیہ، مناظر، محدث اور صاحب علم و ورع تھے۔ احناف کے کبار شیوخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ پہلے بخاریٰ کے قاضی مقرر کیے گئے، بعد ازاں سلطان حمید نے آپ کو اپنا وزیر مقرر کر لیا۔

ابو رجاء ابن حمدویہ، ابن ساسویہ، ہیثم بن خلف الدوری اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے خراسان، عراق، مصر اور حجاز وغیرہ علاقوں سے روایات لیں۔ علوم حدیث پر کلام کرنے والے ائمہ میں سے تھے۔ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے اور راتوں کو قیام کرتے تھے۔

تصنیف و تالیف کی طرف بھی آپ کی توجہ رہی۔

الانساب (۷/۴۲۵) میں ہے کہ خراسان کے ائمہ نے آپ سے سماع کیا۔ امام ذہبی کہتے ہیں: آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ ❶

ابن حاکم الشہید اہل علم (بالخصوص فقیر منش اہل علم) کے ساتھ بڑی محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ ابو العباس المصری کہتے ہیں: حاکم الشہید نے ایک دفعہ اپنے دربان، منتظم اور سیکرٹری کو بلایا اور تینوں سے کہا: صبح و شام سفر کرنے والے اہل علم، جن کے لباس پیوند لگے اور غبار آلود ہوتے ہیں، کو میری ملاقات سے مت روکو۔ (اگر روکنا ہے تو) مال دار لوگوں اور شان دار سواریوں پر آنے والوں کو روکو، مگر تم (طمع اور لالچ کی وجہ سے) غنی لوگوں کو اجازت دے دیتے ہو اور غرباء کو پراگندگی کے باعث روک دیتے ہو،

❶ تاريخ الاسلام: ۲۵/۱۱۳.

دوبارہ ایسا کیا تو میں تمھیں نشان عبرت بنا دوں گا۔ ❶

سمعانی کہتے ہیں: آپ کو ساٹھ ہزار احادیث حفظ تھیں۔ ❷ ابوجعفر النرشخی کہتے ہیں: مدت مدید تک آپ بخاریٰ کے قاضی رہے مگر آپ پر کوئی بھی انگلی نہ اٹھا سکا۔ آپ کا عدل وانصاف عوام وخواص کے لیے یکساں تھا۔ اپنے وقت میں دنیا میں کوئی ان کا مثیل نہیں تھا۔ بعد میں سلطان کے وزیر بن گئے۔ آپ نے شہادت کی موت پائی۔ ❸

آپ کی چند کتب یہ ہیں:

① الکافی: یہ امام محمد بن حسن الشیبانی کی کتاب "المبسوط" کا اختصار ہے۔ سرخسی کی "المبسوط" اسی کی شرح ہے۔

② المنتقٰی: الفوائد البہیہ میں ہے کہ "الکافی" اور "المنتقٰی" حنفی مسلک کی بنیادی کتب میں سے ہیں۔ ❹

③ شرح الجامع۔ ④ أصول الفقہ۔ ⑤ الغرر۔

⑥ المستخلص من الجامع. ⑦ الاشارات.

(دیکھیے: طبقات الحنفیة (۲/ ۲٤) پر ڈاکٹر محیی ہلال السرحان کا حاشیہ۔ آپ کی کتب مفقود ہیں)۔

وفات:

ابن الحاکم الشہید شہادت کی دعا کیا کرتے تھے، ایک روز رات کے وقت اُنھوں لوگوں کا شور سنا جو تنخواہیں نہ ملنے میں انھیں قصور وار ٹھہراتے تھے۔ آپ نے اللہ سے استغفار کیا، سر مونڈا، گرم پانی سے نہائے، کفن پہنا اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو وہ لوگ ابن حاکم تک پہنچ کر ان کے گرد جمع ہو گئے، سلطان نے

---

❶ الانساب: ۷/ ٤۲٥.

❷ الانساب: ۷/ ٤۲٦.

❸ تاریخ بخاریٰ، ص: ۱۸.

❹ الفوائد البهية، ص: ۱۸٥.

معاملات حل کرنے کے لیے کچھ لوگ بھیجے مگر لوگوں نے ایک نہ سنی اور ابن حاکم کو شہید کر دیا۔ حاکم کو جس وقت شہید کیا گیا اس وقت آپ سجدے میں تھے۔ یہ ۳۳۴ھ کا واقعہ ہے۔ [1]

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

المنتظم: ١٤/ ٤٩، تاريخ الاسلام: ٢٥/ ١١٣، تاريخ بخارىٰ للزشخى، ص: ١٨، الفوائد البهيه، ص: ١٨٥، طبقات الحنفية لقنالى زاده: ٢/ ٢٣، الجواهر المضيئة: ٣/ ٣١٣، الاثمار الجنية: ٢/ ٦١٥، البداية والنهاية: ١٢/ ١٦٩، الانساب: ٧/ ٤٢٤.

[1] الانساب: ٧/٤٢٦، المنتظم: ١٤/ ١٥.

علی بن محمد الصوفی الطّوسی

علی بن محمد بن یحییٰ السراج الصوفی الطّوسی۔

آپ مشہور صوفی ابونصر السراج (مصنف کتاب "اللمع فی التصوف") کے والد ہیں۔ابوعبدالرحمان السلمی ابونصر السراج اور ان کے والد ابوالحسین الطّوسی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"علی بن محمد بن یحییٰ ابو الحسین السراج الطّوسی، طوس کے مشائخ اور زاہدوں میں سے تھے۔ نیشاپور میں سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ طوس میں ان کا معروف بیٹا ابونصر السراج ہے۔ علاقائی زبان اور لوگوں کے معاملات اور فتوے میں مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ شریعت اور کتاب وسنت کے علم پر بھی آپ کو دسترس تھی۔" [1]

آپ کے بیٹے نے مشائخ تصوف میں سے سری سقطی اور سہل تستری کو پایا۔ [2]

وفات:

النجوم الزاہرہ (۴/۱۵۳)، الکامل لابن اثیر (۷/۱۳۷) میں مذکور ہے کہ ابونصر السراج (اللمع کے مصنف) ۳۷۸ھ میں سجدے میں فوت ہوئے۔

مگر یہ درست نہیں ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ان کے والد (جن کے نام کا ہم نے عنوان قائم کیا ہے) سجدے میں فوت ہوئے جیسا کہ السلمی سے مروی ہے۔ [3]

---

[1] تاریخ دمشق: ۳۱/۷٤،۷٥.

[2] تذکرۃ الاولیاء، ص: ٥٥٤.

[3] دیکھیں: تاریخ دمشق: ۳۱/۷٥.

اس ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ صوفیوں کی تاریخ پر سلمی کو خاص دسترس تھی جو ابن تغری بردی اور ابن اثیر جیسے مورخین کی نہیں۔ بلاشبہ سلمی صوفیوں کے رجال پر گہری نظر رکھنے والے تھے، یوں بھی ابونصر السراج کا تصوف میں مقام مخفی نہیں، اگر آپ سجدے میں فوت ہوئے ہوتے تو آپ کے مریدوں میں یہ بات مشہور ہوتی اور کسی سے مخفی نہ رہتی، مگر ایسا نہیں۔ پھر متقدمین میں سے بھی کسی نے ایسا نہیں کیا کہ سجدے میں وفات کی نسبت آپ کے بیٹے ابونصر کی طرف کی ہو۔ حتیٰ کہ ابن عساکر جیسے ماہر فن نے بھی، جو رجال پر وسیع نظر رکھتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ اپنی تاریخ میں بڑی طوالت کے ساتھ واقعات ذکر کرتے ہیں، سجدے میں وفات آپ کے بیٹے کی طرف منسوب نہیں کی۔ بلکہ سلمی کے کلام ہی کو کافی سمجھا ہے۔

قاسم بن عبدالعزیز القرطبی

آپ کے حالات خشنی نے اخبار الفقہاء و المحدثین (ص: ۳۰۷) اور ابن الفرضی نے ''تاریخ علماء الاندلس'' (۱/۴۶۱) میں ذکر کیے ہیں۔
خشنی، خالد بن سعد سے ذکر کرتے ہیں کہ اُنھوں نے احمد بن بقی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ قاسم بن عبدالعزیز مسلمانوں کے نمایاں افراد اور فضلاء میں سے تھے۔ آپ نے علمی سفر بھی کیے، علی بن عبدالعزیز اور صائغ اکبر سے سماع بھی کیا۔ [1]

وفات:

مذکورہ دونوں کتب میں مذکور ہے کہ آپ کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔

[1] اخبار الفقہاء، ص: ۳۰۷.

ابو بکر الباطرقانی (وفات ۴۲۱ھ)

عبدالواحد بن احمد بن محمد، ابو بکر الباطرقانی۔ باطرقان اصفہان کا ایک علاقہ ہے جس کی طرف آپ کی نسبت ہے۔ آپ امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابو حامد الجرجانی وغیرہ سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ آپ سے ابوعبداللہ الثقفی الرئیس، ابومنصور احمد بن علی وغیرہ نے روایت لی ہے۔ ❶

آپ صاحبِ علم وعبادت تھے، تلاوت بڑی عمدہ کرتے تھے۔ آپ کا شمار قراءات کے ائمہ اور روایات کے حفاظ میں ہوتا ہے۔

وفات:

آپ مسعود بن سبکتگین کے فتنے میں ۴۲۱ھ میں شہید ہوئے۔

جامع جورجیر کے امام تھے۔ بہ قول بعض آپ کو مسجد ہی میں شہید کیا گیا۔ جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ آپ کو گھر میں سجدے کی حالت میں شہید کیا گیا۔ ❷

مزید حالات کے لیے دیکھیے:

الانساب:۲/ ۴۰ ، تاریخ الاسلام: ۲۹/ ۶۱ ، معجم البلدان: ۱/ ۳۲۴ .

---

❶ تاریخ الاسلام : ۲۹/۶۱.

❷ الانساب : ۲/۴۰.

الدرزیجانی (وفات ۵۰۶ھ)

ابو الفضل جعفر بن الحسن الدرزیجانی الحنبلی .

قاضی ابویعلی کے والد اور پھر شریف ابوجعفر الحنبلی سے فقہ پڑھی۔ اور ابن البناء سے حدیث پڑھی۔ آپ زاہد اور شب زندہ دار شخص تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے قرآن پاک پڑھا۔ امر بالمعروف بڑے اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ ❶

امام ذہبی کہتے ہیں: آپ حق گو، کثرت سے نیکی کا حکم دینے والے، کبیر شان اور عظیم ہیبت والے تھے۔ ❷

مُجیر الدین عُلیمی کہتے ہیں:

''آپ اللہ کے نیک بندوں میں سے اور حق گو تھے۔ دعوت الی اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ باوقار اور بادشاہوں کے نزدیک صاحب عز وشرف تھے۔ جب کسی برائی سے روک دیتے تو کسی کو آگے آنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ قیام اللیل اور روزے رکھنے پر مداومت کرتے۔'' ❸

عبدالوہاب بن قاسم الشعرانی کہتے ہیں:

میں نے ابوجعفر الدرزیجانی کو دیکھا، وہ بغداد آئے اور ابو الحسن درزیجانی سے ملے، اُنھوں نے پوچھا: بچوں کو کیسا چھوڑ کے آئے ہو؟ کہنے لگے:

﴿وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا

---

❶ طبقات الحنابلة: ٤٧٧/٣.

❷ سير اعلام النبلاء: ٤١٤/١٩.

❸ المنهج الاحمد: ٥١/٣.

عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَ لْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴾ [النساء:٩]
میں ان کے لیے اور اپنے لیے اللہ کا تقویٰ چھوڑ آیا ہوں۔ ❶

وفات:

ربیع الآخر ٥٠٦ھ میں نماز کے دوران سجدے میں فوت ہوئے۔ رحمه الله ورضی عنه. ❷

آپ کے حالات مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں:

التاج المكلل، ص: ١٨٩، طبقات الحنابله: ٣/ ٤٧٧، ذيله: ١/ ٢٥٣، المنهج الاحمد: ٣/ ٥١، المقصد الارشد: ١/ ٢٩٦، سير اعلام النبلاء: ١٩/ ٤١٤، تاريخ الاسلام: ٣٥/ ١٣٧، الوافى بالوفيات: ١١/ ٧٨.

---

❶ الذيل على طبقات الحنابلة: ١/٢٥٥.

❷ دیکھیے: طبقات الحنابله: ٣/٤٧٧، ذيله: ١/٢٥٥.

ابو القاسم الصقلی (وفات ۵۲۶ھ)

ابو القاسم عبدالرحمان بن یوسف بن خیر الصقلی۔

آپ کے حالات حافظ ابو طاہر نے ذکر کیے ہیں۔ رقم طراز ہیں:

''یہ ''ابن خیر'' خیر و بھلائی سے ''مرکب'' تھے۔ صالح، عمر رسیدہ، کتاب اللہ کے حافظ، کثیر تلاوت کرنے والے، علم اور اہل علم سے محبت کرنے والے تھے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود حدیث پڑھنے کے لیے میرے پاس آتے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فتنہ و آزمائش کے دنوں میں اذان میں آپ پر ''حی علی خیر العمل'' کہنا لازم قرار دیا گیا، آپ نے انکار کیا جس کی پاداش میں گلے میں گھنٹی باندھ کر آپ کو گدھے پر سوار کیا گیا، آپ (اس حال میں بھی) مسکراتے، لوگوں کو سلام کرتے اور کہتے جا رہے تھے: یہ مبارک باد دینے کا وقت ہے مجھے مبارک باد دو۔'' [1]

وفات:

شوال ۵۲۶ھ نماز عصر پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں آپ نے وفات پائی۔ [2]

---

[1] معجم السفر، ص: ۱۷۴، ۱۷۵.

[2] معجم السفر، ص: ۱۷۵.

ابوبکر المزرفی (وفات ۵۲۷ھ)

ابوبکر محمد بن حسین بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ، الشیبانی المزرفی المقرئی الفرضی، الحاجی کے لقب سے معروف ہیں۔

اکثر کے مطابق ۴۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علم القراءت اور فرائض میں خاص مہارت رکھتے تھے، ان دونوں علوم میں کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ نے ابن المہتدی، ابن الصریفنی، ابوجعفر بن مسلمہ، ابن البناء اور ابن المامون وغیرہ سے سماع کیا۔

آپ سے ابن عساکر، ابن الجوزی اور حافظ ابوموسی المدینی وغیرہ نے روایت لی۔

آپ نے روایات کے ساتھ ابوبکر بن موسیٰ خیاط اور طاہر القواس وغیرہما پر قرآن کریم کی قراءت کی۔

ابو نصر الیونارتی کہتے ہیں کہ آپ اپنے اخلاق اور حسن قراءت میں یکتائے روزگار ہیں۔ ❶

ابن الجوزی فرماتے ہیں:

''آپ ثقہ، عالم، ثبت اور اچھے عقیدے والے ہیں۔'' ❷

وفات:

صفدی کہتے ہیں:

''آپ محرم ۵۲۷ھ میں سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔'' باب

❶ الذيل على طبقات الحنابلة: ۱/ ۴۰.

❷ المنتظم: ۱۷/ ۲۸۱.

حرب'' میں دفن ہوئے۔ ثبت، صالح، سچے اور ثقہ تھے۔''[1]

امام ذہبی کہتے ہیں:

''ابن عساکر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ سجدے میں فوت ہوئے تھے۔''[2]

آپ کے حالات کے لیے دیکھیے:

المنتظم: ۱۷/ ۲۸۰، تاریخ الاسلام: ۳۶/ ۱۵۹، معجم البلدان: ۵/ ۱۲۱، سیر اعلام النبلاء :۱۹/ ۵۳۱، الوافی بالوفیات:۳/ ۱۰، غایة النهایة: ۲/ ۱۱۷، ذیل طبقات الحنابلة: ۱/ ۳۹۷، الانساب:۱۱/ ۲۷۶، المنهج الاحمد: ۳/ ۱۰۸.

---

1. الوافی بالوفیات: ۳/ ۱۰.
2. تاریخ الاسلام: ۳۶/ ۱۵۹.

ابن الحاج (وفات ۵۲۹ھ)

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن خلف بن ابراہیم لُبّ بن بَیطیر التجیبی المعرف بابن الحاج، ۴۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔

ابوجعفر بن رزق اللہ سے فقہ کی تعلیم لی۔ لغت و ادب میں ابومروان بن سراج سے استفادہ کیا۔ محمد بن فرج الفقیہ اور حافظ ابوعلی الغسانی سے بہت زیادہ سماع کیا۔ اس کے علاوہ ابن الطلاع اور حازم بن محمد وغیرہ سے بھی سماع کیا۔

آپ سے احمد بن عبدالملک بن عمیرۃ، احمد بن یوسف بن رشد، ابن بشکوال، قاضی عیاض اور ابن النعمہ وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن بشکوال کہتے ہیں:

''آپ احادیث و آثار سے شغف رکھنے والے اور انھیں جمع کرنے والے، ان کے مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنے والے، اسمائے رجال و رواۃ کو ضبط کرنے والے، غریب الحدیث، انساب، لغت، اعراب کو جاننے والے اور اشعار، سیر اور اخبار کا علم رکھنے والے تھے۔ تمام عمر علم لکھنے میں گزار دی اور اس کا ایسا اہتمام کیا کہ میں نہیں جانتا ان کے زمانے میں کسی اور نے اتنا اہتمام کیا ہو۔ [1]

آپ کے شاگرد قاضی عیاض کہتے ہیں: امیر المسلمین ابن رشد کی وفات کے بعد انھی کے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے۔ [2]

ابن بشکوال کہتے ہیں: آپ کی معرفت و دیانت کی بدولت آپ کے زمانہ میں فتویٰ کا مدار آپ پر ہی تھا۔ [3]

---

[1] الصلة: ۲/ ۵۸۰، ۵۸۱.

[2] الغنية في شيوخ القاضي عياض، ص: ٤٨.

[3] الصلة: ۲/ ۵۸۰.

وفات:

قرطبہ کی جامع مسجد سن ۵۲۹ھ کے ماہ صفر میں آپ کو جمعہ کی نماز میں سجدے کی حالت میں شہید کیا گیا، لوگوں نے ان کے قاتل کو اسی وقت قتل کر دیا۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: اس قتل کا سبب نہ معلوم ہی رہا۔ [1]

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

الصلة لابن بشكوال: ٢/ ٥٨٠، سير اعلام النبلاء: ١٩/ ٦١٤، شذرات الذهب: ٤/ ٩٣، الغنية، ص: ٤٨، معجم المؤلفين: ٨/ ٢٥٨.

[1] الغنية، ص: ٤٨۔ دیکھیے: الصلة: ٢/ ٥٨٠.

علی بن مسلم الدمشقی (وفات ۵۳۳ھ)

علی بن مسلم بن محمد بن علی بن فتح بن علی السلمی، ابوالحسن، جمال الاسلام لقب ہے۔ آپ اپنے ماموں کے قول کے مطابق ۴۵۰ھ اور والدہ کے قول کے مطابق ۴۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ❶

ابو نصر ابن الطلاب، ابو الحسن بن ابی الحدید، عبدالعزیز الکتانی اور حافظ نصر بن ابراہیم المقدسی وغیرہم سے سماع کیا۔

آپ سے قاسم اور ابو القاسم ابن عساکر، حافظ السلفی اور برکات الخشوعی وغیرہم نے سماع کیا۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں عبدالصمد الحرستانی نے سب سے آخر میں وفات پائی۔ ❷

پہلے پہل قاضی ابومظفر عبدالجلیل المروزی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ بہ کثرت مطالعہ اور مذاکرہ کا اہتمام رکھا۔ جب فقیہ ابوالفتح نصر المقدسی دمشق آئے تو ان کے حلقہ تلمذ میں چلے آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جتنا عرصہ امام غزالی دمشق میں رہے، موصوف نے ان سے بھی خوب استفادہ کیا۔ امام غزالی نے آپ کے علم وفہم کی تعریف بھی کی۔ ❸

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ غزالی کہتے ہیں:

''میں شام میں ایک لڑکے سے مل کر آیا ہوں، اگر وہ زندہ رہا تو اس کی ایک

---

❶ تاریخ دمشق: ۴۳/ ۲۳۸.

❷ طبقات السبکی: ۷/ ۲۳۵.

❸ تبیین کذب المفتری: ۳۲۶.

خاص شان ہوگی۔تو اسی طرح ہوا جس کا اظہار غزالی کی فراست نے کیا تھا۔'' ❶

آپ جامع اموی میں غزالی کے حلقے میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، بعد میں مدرسہ امینیہ میں تدریس کرتے رہے۔ مدرسہ امینیہ کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا مدرسہ ہے جو دمشق میں شوافع کے لیے بنایا گیا، امین الدولہ نے اسے بنا کر ۵۱۴ھ میں وقف کر دیا۔ ❷

امین الدولہ کے کہنے کے مطابق صاحب تذکرہ اس کے پہلے مدرس مقرر ہوئے۔

فقہ اور تفسیر وغیرہ علوم میں آپ کی تصانیف بھی ہیں، ان میں احکام الخنائی، الاستغناء فی المذہب اور التجرید فی التفسیر وغیرہ نمایاں ہیں۔

حافظ طاہر السلفی کہتے ہیں:

''آپ کثیر الروایہ اور ثقہ ہیں۔ ابن الطلاب وغیرہ سے اُنھوں نے ہمیں بیان کیا۔ دمشق میں فتوے کا مدار انھی پر تھا، فقہ میں ان کے شیخ نصر بن ابی الحائط النابلسی ہیں۔'' ❸

آپ کی عادات و خصائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ بہ کثرت مریضوں کی عیادت کرتے اور فوت شدگان کے جنازوں میں حاضری دیتے۔ آپ نے تدریس کا التزام کیا۔ آپ اچھے اخلاق والے، سنت سے شدید محبت کرنے والے اور مخالفینِ سنت کا خوب رد کرنے والے تھے۔ ابوحاتم قزوینی کی کتاب ''تجرید التجرید'' آپ کو زبانی یاد تھی۔

تبیین کذب المفتری (ص: ۳۲۶، ۳۲۷) میں رقم ہے:

''دمشق میں تدریس، فتویٰ اور وعظ و نصیحت آپ پر ختم تھی۔ اپنے زمانے

---

❶ تاریخ دمشق: ۲۳۶/٤٣. ❷ الدارس فی تاریخ المدارس: ۱۳۲/۱.
❸ معجم السفر، ص: ۳۰۰.

کے سب سے جری مفتی، غزارت علمی کے باوجود علم کا دعویٰ نہ تھا اور متواضع بھی تھے۔ تفسیر، اُصول، فقہ، تذکیر، فرائض، حساب اور خوابوں کی تعبیر کے عالم تھے۔ مزید برآں نرم خو، قلب سلیم کے حامل، حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے والے، نشرِ علم کا وافر جذبہ رکھنے والے اور حق کی طرف راہ نمائی کرنے والے تھے۔"

وفات:

ابن عساکر کہتے ہیں:

"ہم نے اپنے بعض ساتھیوں کو ذکر کرتے سنا کہ فقیہ ابوالحسن ایک بار شدید بیمار ہوئے، حتیٰ کہ صحت یابی کی امید نہ رہی، بعض فقہاء آپ کے پاس آئے اور انھوں نے یہ شعر پڑھے ؎

یا رب لا تبقني إلى امد

اکون فیها کلا علی احد

خذ بیدی قبل ان قول لمن

اراه عند القیام خذ بیدی

"اے میرے رب! مجھے ایسے وقت تک باقی نہ رکھنا جس میں میں کسی پر بوجھ بن جاؤں۔

تُو میرا ہاتھ اس وقت سے پہلے پکڑ لے کہ میں کھڑے ہوتے وقت جسے دیکھوں اسے کہوں کہ مجھے سہارا دے۔"

آپ کو یہ شعر اچھے لگے، آپ نے ان کو لکھ لیا اور بار بار ان کو پڑھا۔ (شعروں میں مذکور) آپ کی دعا سن لی گئی، چنانچہ ابوالحسن الدمشقی اس بیماری سے شفایاب ہوئے اور کچھ مدت کے بعد بغیر کسی محتاجی کے ۱۳ ذو قعدہ بہ روز بدھ ۵۳۳ھ میں نماز فجر کی دوسری رکعت کے سجدے میں

وفات پا گئے۔ اس رات بھی آپ نے اپنے معمول کے مطابق قیام اللیل کا اہتمام کیا تھا۔ مقبرۃ الباب الصغیر میں صحابہ کی قبروں کے پاس دفن ہوئے۔ میں (ابن عساکر) بھی جنازے اور تدفین میں شریک تھا۔" ❶

رحمه الله ورضی عنه والحقه بالرفيق الاعلی .

آپ کے حالات زندگی مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ کیجیے:

تبيين كذب المفتری، ص: ۳۲۷، طبقات ابن شهبة: ۱/ ۳٤٥، طبقات السبكی: ۷/ ۲۳٥، سير اعلام النبلاء : ۲۰/ ۳۱، الدارس: ۱/ ۱۳٤، طبقات المفسرين: ۱/ ٤۳٥، معجم المفسرين: ۱/ ۳۸۸، تاريخ دمشق: ٤۳/ ۲۳٦ .

❶ تاريخ دمشق : ۲۳۸/٤۳.

وزیر ابن ہُبیرہ (وفات ۵۶۰ھ)

عون الدین ابو المظفر یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ بن سعد بن حسن بن احمد بن جہم بن عمر بن ہبیرہ بن حوفزان الحنبلی۔

ربیع الثانی ۴۹۹ھ میں عراق کی ایک بستی ''دور عرمانیا'' میں پیدا ہوئے۔

قاضی ابو یعلی، ابن الزاغوانی، عبدالوہاب الانماطی، ابو غالب بن البناء اور ابن الحصین وغیرہ سے علم حاصل کیا، ابو منصور الجوالیقی سے ادب کا علم پڑھا اور ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ الزبیدی کی صحبت اختیار کی۔ فقہ، نحو، لغت، عروض وغیرہ سب علوم سیکھے، نوجوانی میں بغداد آ گئے۔

کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ سے اخذ علم کیا جن میں ابن الجوزی کا نام بھی آتا ہے۔

آپ نے کئی ایک کتب تصنیف کیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

① **الافصاح عن معانی الصحاح:** صحیحین کی شرح ہے اور مطبوع ہے۔ جب اس حدیث کی شرح پر پہنچے ((من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین .)) تو مذاہب اربعہ کے اتفاقی واختلافی مسائل پر دو جلدوں پر مشتمل ایک مستقل کتاب لکھ دی۔ جو پہلے ''الافصاح'' ہی کے نام سے طبع ہوئی اور اب ''اجماع الائمۃ الاربعۃ واختلافھم'' کے نام سے چھپی ہے۔ آپ نے یہ کتاب دَورِ وزارت میں تصنیف کی تھی اور بہت مقبول ہوئی۔ اس کتاب میں بہت زیادہ فوائد ہیں۔

② **المقتصد:** یہ نحو کی کتاب ہے۔ ابن الخشاب نے اس کی چار جلدوں میں شرح کی۔

③ ابن السکیت کی مشہور کتاب اصلاح المنطق کا اختصار۔

④ **العبادات الخمس.**

آپ رحمہ اللہ کے حالات زندگی لائق مطالعہ ہیں۔ آپ کی شخصیت علم و عمل اور عدل وانصاف ہر اعتبار سے شان دار ہے۔ اختصار کے ساتھ چند باتیں ہدیہ قارئین ہیں۔

ابن ہبیرہ شروع میں انتہائی تنگ دست تھے، حصول معاش کے لیے سرکاری محکموں کی طرف رجوع کیا، رفتہ رفتہ غلے کے نگران بن گئے، پھر ''دیوان الزمام'' لکھنے کی ذمہ داری آپ کو سونپ دی گئی۔ مقتفی لامر اللہ نے آپ کی امانت داری، خیر خواہی اور ملک وملت کے لیے دوڑ دھوپ دیکھی تو ۵۴۴ھ میں آپ کو وزیر بنا دیا۔

اِس پر آپ کو وزیر العالم العادل، عون الدین جلال الاسلام، صفی الامام، شرف الامام، معز الدولہ، مجیر الملۃ، عماد الامۃ، مصطفی الخلافۃ، تاج الملوک والسلاطین، صدر الشرق والغرب، سید الوزراء اور ظہیر امیر المومنین لقب دیے گئے۔

آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ کہتے تھے: مجھے سید الوزراء نہ کہا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو بھی وزیر کہا ہے۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''آپ وزرائے اسلام میں سے بہترین وزیر تھے، اسلام اور حدیث کی طرف آپ کی خصوصی توجہ تھی جو کسی دوسرے کی نہیں تھی۔'' [2]

آپ نے وزیر بننے کے بعد اہل علم وفقہ کو قریب کیا، غرباء پر مال خرچ کیا اور علم و عدل کا پرچار کیا۔

آپ پر اور آپ کی موجودگی میں شیوخ پر احادیث کی قراءت کی جاتی۔ متواضع مزاج تھے۔ آپ سنت کی اتباع اور سیرت اسلاف کی پیروی میں بڑے سخت تھے۔ حق کی اتباع کرتے، ظلم سے بچتے، ریشم پہننے سے گریز کرتے۔ آپ حکومت کے خلاف ہونے والی سازشوں کو کمال حکمت کے ساتھ دبا دیتے۔ خلیفہ مقتفی آپ کے بارے میں

---

[1] ملخصًا من ذيل الطبقات: ۱۱۹/۲، ۱۲۰.

[2] مجموع الفتاوى: ۱۵/٤.

کہتا تھا کہ ''بنو العباس میں ان جیسا وزیر کوئی بھی نہیں آیا۔''

۵۵۵ھ میں جب مقتفی فوت ہوا اور اس کا بیٹا مستنجد باللہ خلیفہ بنا تو اس نے بھی عہدہ وزارت آپ ہی کے سپرد رکھا۔

ابو بکر التیمی عبید اللہ بن علی بن نصر البغدادی المعروف بابن المارستانیہ نے آپ کے مناقب پر ایک مستقل کتاب لکھی، اس کتاب سے ابن رجب نے طبقات میں بہت استفادہ کیا ہے۔

ابن الجوزی کہتے ہیں:

''آپ اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں بیان کیا کرتے تھے۔ دور وزارت میں بھی فقر وفاقہ سے عبارت اپنی گزشتہ زندگی کو نہیں بھولے، کہا کرتے تھے کہ دجلہ کو عبور کرنے کے لیے میرے پاس روٹی بھی نہ تھی۔ آپ کہتے تھے کہ مجھ پر کبھی زکات واجب نہیں ہوئی۔ جب آپ کسی سے استفادہ کرتے تو کہتے: فلاں نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے۔ ایک بار میں (ابن الجوزی) نے ان کو ایک حدیث کا معنی بتلایا جو ان کو اچھا لگا، آپ بھری مجلس میں کہہ دیتے کہ مجھے اس حدیث کے معنیٰ کا علم نہیں تھا حتیٰ کہ فلاں نے مجھے اس کا معنیٰ بتلایا۔ مجھے یہ سن کر حاضرین مجلس سے حیا آتی۔'' [1]

ابن الجوزی مزید کہتے ہیں:

''روزانہ عصر کے بعد آپ کے پاس حدیث پڑھی جاتی، ایک دن ایک مالکی فقیہ بھی (جس کا نام ذیل الطبقات: ۱۲۲/۲) میں ابو محمد الاشیری بیان کیا گیا ہے) مجلس میں حاضر ہوا۔ کسی مسئلے کا ذکر ہوا تو وزیر ابن ہبیرہ سمیت سب فقہائے حاضرین کا ایک موقف تھا جب کہ مالکی فقیہ ان سب کے مخالفت کر رہا تھا۔ وزیر جلدی میں ان کو کہہ بیٹھے: کیا تم گدھے ہو جو اصرار کر

[1] المنتظم: ١٦٨/١٨.

رہے ہو؟ حالانکہ سب تمھاری مخالفت اور تردید کر رہے ہیں!

دوسرا دن ہوا تو وزیر نے بھری مجلس میں کہا: کل میں نے ایسی بات کہی تھی جو ادب کے لائق نہیں تھی، جیسے میں نے کہا تھا مالکی فقیہ بھی مجھے ایسا ہی کہیں۔ میں بھی تمھاری طرح ہی ہوں۔ (یہ سن کر) مجلس کے شرکاء آب دیدہ ہوگئے اور فقیہ مالکی خود معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے: اصل میں مجھے معذرت کرنی چاہیے۔ جب کہ وزیر کہہ رہے تھے: قصاصا تم بھی مجھے ایسا ہی کہو۔ یوسف الدمشقی کہنے لگے: یا شیخ! اگر یہ قصاص لینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو پھر آپ انھیں فدیہ دے دیں۔ وزیر کہنے لگے: (ٹھیک ہے) انھیں اس فیصلے کی اجازت ہے۔ وہ فقیہ کہنے لگے: پہلے ہی مجھ پر آپ کے بہت سے انعام ہیں، اب میرے لیے کون سا فیصلہ باقی رہ گیا ہے! آپ کہنے لگے: فدیہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ فقیہ کہنے لگے: پھر مجھ پر سو دینار قرض ہے (وہ قرض آپ میری طرف سے دے دیں)۔ وزیر نے دوسو دینا ردیے اور کہا: سو دینار فقیہ کے قرض کی ادائیگی کے لیے اور سو میرے ذمہ کی براءت کے لیے۔ جب دینار آگئے اور وہ لے چکے تو وزیر کہنے لگے: اللہ مجھ سے اور آپ سے درگزر کرے، مجھے اور آپ کو بخش دے۔" [1]

ابن الجوزی ہی بیان کرتے ہیں کہ کوئی اعجمی، زراعت میں آپ کا شریک تھا۔ (آپس میں کوئی جھگڑا ہوا) تو اس اعجمی نے آپ کو بہت پیٹا۔ جب آپ وزیر بن گئے تو وہ (اپنے کسی کام) آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کا خوب اِکرام کیا، اسے تحائف سے نوازا اور پھر کوئی سرکاری ذمہ داری اس کے سپرد کر دی۔ [2]

آپ بہت متورع اور حساس طبیعت کے حامل تھے، ایک بار مدرسہ نظامیہ کی وقف

---

[1] المنتظم: ۱۸/۱۶۸، ۱۶۹.

[2] ذیل الطبقات: ۲/۱۲۶.

شدہ کتب میں سے ایک کتاب لائی گئی تاکہ ان کے پاس پڑھی جائے، آپ کہنے لگے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وقف کرنے والے نے شرط عائد کی تھی کہ کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہ نکالی جائے۔ آپ نے حکم دیا کہ کتاب واپس لے جاؤ۔ کہا گیا: شرط والی بات متحقق نہیں ہے۔ آپ کہنے لگے: (شرط والی بات متحقق نہ بھی ہوتو) کیا یہ معروف نہیں ہے! آپ نے ان کو کتاب نہ پڑھنے دی اور واپس لے جانے ہی کا کہتے رہے۔ ❶

آپ کی مجلس علم میں زبردست قرآنی استنباط نکات اخذ کیے جاتے:

❁ ......سورت انعام کی تین آیات (۱۵۱-۱۵۳) کے بارے میں آپ نے کہا کہ یہ محکمات ہیں، تمام شرائع ان پر متفق ہیں۔ پہلی آیت کے آخر میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''تاکہ تم سمجھو'' اس لیے کہا کہ عقل بھی گواہی دیتی ہے کہ خالق کا کوئی شریک نہیں، عقل برالوالدین کی دعوت بھی دیتی ہے اور اولاد کو قتل کرنے اور زنا سے روکتی بھی ہے۔ کیوں کہ جیسے انسان اپنی بیٹی اور بہن (وغیرہ) کے معاملے میں باغیرت ہوتا ہے، اسی طرح (دوسرے بھی غیرت مند ہوتے ہیں اور) آدمی کے خود بھی لائق یہی ہے کہ وہ زنا سے بچے۔ قتل کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ جب یہ اُمور عقل کے عین مطابق ہیں تو اس مناسبت سے اللہ نے ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''تاکہ تم تاکہ تم سمجھو'' کہا۔

جب کہ دوسری آیت میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ کہا۔ کیوں کہ اس آیت میں جو کچھ کہا گیا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یاد کرو کہ اگر تم فوت ہو جاؤ تو تمھاری اولاد یتیم ہو جائے گی۔ اور یاد کرو کہ اپنے ورثاء کے ہاں (بے یارو مددگار ہوگی)۔ یاد کرو کہ اگر تم اس کے مورث ہوئے۔ اور یاد کرو کہ تم اپنے لیے گفتگو میں کیسے عدل پسند کرتے ہو۔ سو غیر کے حق میں بھی عدل کرو۔ جس طرح تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمھارے عہد میں خیانت کی جائے اس طرح تم بھی خیانت نہ کرو۔ اس لیے ان تمام امور کا تعلق ''تـذکّر'' سے تھا تو

❶ ذیل الطبقات: ۲/ ۱۳۶.

فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

تیسری آیت میں فرمایا: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ ''اور بے شک یہ میرا راستہ سیدھا ہے تو اس کی پیروی کرو۔'' اس کا تعلق گمراہیوں سے بچنے کے ساتھ تھا تو فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ ''تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔'' ❶

❁ ....﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ [التوبة: ٥١]

''آپ کہہ دیں ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچے گا سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے۔''

اس آیت کے بارے میں وزیر ابن ہُبیرہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''ما کتب علینا'' نہیں کہا، کیوں کہ معاملہ مومن کا ہے۔ اس کو جو بھی پہنچتا ہے، خیر ہی ہوتا ہے (خواہ تکلیف ہی ہو!)۔ اگر خیر پہنچے تو وہ اس کے لیے عاجل (یعنی دینا میں) میں ہوتی ہے، شر پہنچے تو ثواب آجل (یعنی آخرت) میں ملے گا۔ ❷

❁ ....﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ﴾ [القصص: ٨٠]

''اور ان لوگوں نے کہا جو علم دیے گئے تھے: افسوس ہے تم پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے۔''

آپ فرماتے ہیں: آجل ثواب کو عاجل پر ترجیح دینا علماء کی شان ہے، جو ایسا ہو وہ عالم ہے اور جس نے عاجل کو ترجیح دی تو وہ عالم نہیں ہے۔ ❸

❁ ......سورت قصص کی آیات:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

---

❶ ذيل الطبقات: ٢/١٤١، ١٤٢.

❷ ذيل الطبقات: ٢/١٤٢.

❸ ايضًا: ٢/١٤٢.

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ o قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ o﴾ [القصص: ۷۱، ۷۲]

''کہہ دیجیے: کیا تم نے غور کیا اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک رات کر دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں روشنی لا دے؟ تو کیا تم سنتے نہیں۔ کہہ دیجیے: کیا تم نے غور کیا اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک دن کر دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں رات لا دے جس میں تم آرام کرو تو کیا تم نہیں دیکھتے؟''

ابن ہبیرہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں ﴿اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾ ''کیا تم سنتے نہیں'' اس لیے کہا کہ دن کی بہ نسبت رات کے وقت بندے کے کان زیادہ کام کرتے ہیں۔ جب کہ دوسری میں ﴿اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''کیا تم دیکھتے نہیں'' فرمایا۔ کیوں کہ انسان رات کی بہ نسبت دن کے وقت اپنی آنکھوں سے زیادہ کام لیتا ہے۔ ❶

❁ .....﴿يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ o بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ o﴾ [یٰسٓ: ۲۶، ۲۷]

''اے کاش میری قوم جان لے اس بات کو کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے معزز لوگوں میں سے بنا دیا۔''

اس کے بارے میں ابن ہبیرہ کہتے ہیں:

''اس کے معنی یہ ہیں کہ کاش کہ وہ جانتے ہوں کہ کس وجہ سے میری مغفرت ہوئی ہے، یعنی اللہ نے کسی بڑے عمل کی بہ جائے چھوٹے سے عمل کے بدلے مجھے بخش دیا ہے۔'' ❷

---

❶ ذیل الطبقات: ۲/ ۱۴۸.

❷ ذیل الطبقات: ۲/ ۱۴۹.

❁......حدیث میں مذکور دعا ((اعوذ بك من شر ما لم اعمل.)) ❶ ''میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے عمل نہیں کیا۔'' کے بارے فرماتے ہیں:

''اس کے دو معنی ہیں: ① ایک یہ کہ انسان کو یہ بات پہنچتی ہے کہ کسی آدمی نے برا عمل کیا ہے۔ تو یہ اسے پسند کرتا ہے یا تمنا کرتا ہے کہ وہ بھی ایسا عمل کرے۔ ② (مثال کے طور پر) آدمی شراب نہیں پیتا اور خود پر حسرت کرتا ہے کہ وہ شراب نہیں پیتا! یوں گناہ چھوڑنے پر تعجب و حسرت ''شر ما لم یعمل'' یعنی اس چیز کا شر ہے جو اس نے نہیں کیا۔'' ❷

❁......آپ فرماتے کہ صفات کی تاویل، تشبیہ کی صورت میں ان کا اثبات کرنے کی نسبت زیادہ خطرناک ہے، کیوں کہ یہ (تاویل) کفر ہے۔ جب کہ تشبیہ کی صورت پر ان کے اثبات کی غایت بدعت ہے۔ ❸

❁......آپ کہا کرتے کہ میں نے صفات والی روایات میں تفکر کیا تو میں نے دیکھا کہ صحابہ اور تابعین ان کی وضاحت سے خاموش رہے ہیں حالانکہ ان کا علم مضبوط تھا۔ میں نے ان کی خاموشی کے سبب میں غور کیا تو وہ موصوف (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ہیبت و قوت تھی۔ کیوں کہ ان روایات کی تفسیر اللہ کے لیے مثال بیان کیے بغیر نہیں ہو سکتی، جب کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ﴾ [النحل: ۷۴]

''پس اللہ کے لیے مثالیں مت بیان کرو۔'' ❹

---

❶ مسلم: ۷۲۱۶.
❷ ایضاً: ۱۵۲/۲.
❸ ذیل الطبقات: ۱۵٤/۲.
❹ ذیل الطبقات: ۱۵۵/۲.

❁......آپ کا قول ہے:

ہم علی رضی اللہ عنہ کو روافض کے سپرد نہیں کریں گے، ہم ان سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کے حق دار ہیں (یعنی ہمارا تعلق ان کے ساتھ زیادہ ہے)۔ اور شافعی رحمہ اللہ کو اشاعرہ کے سپرد نہیں کریں گے کہ ہم ان سے زیادہ شافعی رحمہ اللہ کے حق دار ہیں۔'' ❶

❁......ابن ہبیرہ کہا کرتے تھے:

''علم تین چیزوں سے آتا ہے: عمل، تعلیم اور تصنیف سے۔ اور فرماتے: سنت کی اتباع ہر خیر کا سبب ہے۔'' ❷

آپ کی تعریف میں بہت سے شعراء نے قصیدے کہے جن میں حیص بیص، ابن التعاویذی اور ابن ابی قیراط کے نام نمایاں ہیں۔ بارہ سو کے قریب آپ کی مدح میں قصیدے کہے گئے، جو کئی ایک مجلدات پر محیط ہیں۔

وفات:

ابن الجوزی کہتے ہیں:

''وزیر ابن ہبیرہ گزرے زمانے پر افسوس کرتے تھے اور وزرات پر ندامت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ سے شہادت کی دعا کرنے لگے اور شہادت کے اسباب پیچھے رہنے لگے۔ ہفتہ کے روز ۱۲ جمادی الآخر ۵۶۰ھ کے دن آپ بالکل ٹھیک تھے۔ عافیت سے رات بسر کی، اتوار کے روز سحری کے وقت اٹھے تو قے ہوئی۔ خصوصی طبیب آیا اور اس نے ابن ہبیرہ کو کچھ پلایا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ابن ہبیرہ کو زہر دیا تھا۔ جس سے آپ وفات پا گئے۔ اس طبیب کو بھی تقریباً چھ ماہ کے بعد زہر دے دیا گیا تھا۔

❶ ذیل الطبقات: ۱۵۶/۲.

❷ ایضاً: ۱۶۰/۲.

وہ کہتا تھا: جس طرح میں نے زہر دیا، مجھے بھی دے دیا گیا۔ اور پھر فوت ہو گیا۔"❶

ابن المارستانیہ (صاحب سیرۃ الوزیر) نے ذکر کیا ہے کہ آپ کو بلغم کی زیادتی تھی، آپ مستنجد کے ساتھ شکار کے لیے گئے، مسہل پی اور علاج کے لیے بغداد آنے کی مستنجد سے اجازت لی۔ جمعہ کے دن بغداد آئے، اتوار کے روز صبح کی نماز کے وقت پھر بلغم آ گئی، بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر افاقہ ہوا اور کچھ مشروب لیا۔ پانی منگایا اور وضوء کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھی، سجدے میں گئے تو دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ لوگوں نے ہلا جلا کر دیکھا تو آپ فوت ہو چکے تھے۔ رحمه الله۔"❷

آپ کی وفات کے بعد کئی لوگوں نے مرثیے کہے اور متعدد لوگوں نے بشارت والے خواب دیکھے۔ رحمه الله رحمة واسعة فانه لم يخلف بعده مثله.

آپ کے مزید حالات ان کتب میں ملاحظہ فرمائیے:

ذيل الطبقات: ٢/ ١٠٧، سير اعلام النبلاء: ٢٠/ ٤٢٦، المنهج الاحمد: ٣/ ١٧٧، المنتظم: ١٨/ ١٦٦، الموسوعة السيرة في تراجم الائمة: ٣/ ٢٩١٠، تاريخ الاسلام: ٣٨/ ٣٢٨، ذيل تاريخ مدينة السلام لابن الدبيثي: ٥/ ١٢٤، مرآة الجنان: ٣/ ٢٦١، مفرج الكروب في اخبار بني ايوب: ١/ ١٤٧، مرآة الزمان: ١/ ٢٥٥، المقصد الارشد: ٣/ ١٠٥، عيون الروضتين: ١/ ١٤١، النجوم الزاهرة: ٥/ ٣٦٩، وفيات الاعيان: ٥/ ٢٧٤، الكامل لابن اثير: ٩/ ٩٣.

---

❶ المنتظم: ١٨/ ١٦٩۔

❷ ذيل الطبقات: ٢/ ١٧٩،١٧٧۔ نیز دیکھیے: عيون الروضتين: ١/ ١٤١۔

ابن قُرقُول (وفات ۵۶۹ھ)

ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ بن بادیس بن قائد، الحمزی الوہرانی المعروف بابن قرقول۔

الحمزی، حمزہ بن حسن بن سلیمان بن حسین بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب کی طرف نسبت ہے۔ ❶

اندلس کے ایک شہر میں ۵۰۵ھ میں تولد ہوا۔

اپنے نانا ابو القاسم ابن الورد، ابن نافع، ابن اللواز، ابن العریف الزاہد، ابن الحاج الشہید، ابو الحسن بن موہب اور ابو الحجاج بن بیعون وغیرہ سے سماع کیا۔

آپ سے یوسف بن محمد بن الشیخ اور عبدالعزیز بن علی السُماتی وغیرہ نے روایت لی۔

ابن الابار کہتے ہیں:

''آپ طلبِ علم کے لیے بہت سفر کرنے والے، مشائخ سے ملاقات پر حریص، فقیہ، نظار، ادیب، حافظ اور حدیث ورجال کو جاننے والے تھے۔ آپ نے تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا۔'' ❷

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ کی کتاب ''المطالع علی الصحیحین'' غزیر الفوائد ہے۔ ❸

---

❶ المطرب، ص: ۲۲٤.

❷ تکملة الصلة: ۱/۱۳۱.

❸ سیر اعلام النبلاء: ۲۰/۵۲۰.

وفات:

جمعہ کے روز ۵۶۹ھ میں ۶۴ سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ جب موت کا وقت آیا تو سورت اخلاص بار بار تیزی سے پڑھنے لگے، پھر تین بار کلمہ شہادت پڑھا اور ماتھے کے بل سجدہ ریز ہو گئے، اسی حالت میں وفات پائی۔ ❶

آپ کے حالات ان کتب میں دیکھے جا سکتے ہیں:

تکملة الصلة: ١/ ١٣٠، المطرب من اشعار اهل المغرب، ص: ٢٢٥، وفيات الاعيان: ١/ ٤٥، الوافي بالوفيات:٦/ ١٠٩، البداية والنهاية:١٤/ ٢٣٨، سير اعلام النبلاء :٢٠/ ٥٢٠، تاريخ الاسلام:٣٩/ ٣٣١.

---

❶ الوافي بالوفيات: ٦/ ١٠٩، المطرب من اشعار اهل المغرب، ص: ٣٢٥.

شہاب الدین غوری (وفات ۶۰۲ھ)

ابو المظفر محمد بن سام بن حسین شہاب الدین غوری۔ آپ اپنے بھائی غیاث الدین ابو الفتح محمد کے بعد تخت نشین ہوئے۔ افغانستان اور علاقہ پنجاب میں دین پھیلانے میں آپ کا بہت کردار ہے۔

آپ پاکیزہ سیرت، عادل و منصف مزاج، نفاذِ شریعت پر حریص اور سلیم القلب تھے۔ ایک بار علامہ فخر الدین رازی نے آپ کو نصیحت کی تو آپ خشیت کی وجہ سے رونے لگے۔

وفات:

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ۶۰۲ھ میں کوکر یہ کے بعض کفار نے آپ کو ایک جگہ اکیلا پا کر آپ پر حملہ کر دیا۔ جب آپ کے ساتھی آپ کے پاس آئے تو آپ کو سجدے کی حالت میں مقتول پایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو اسماعیلی باطنیوں نے شہید کیا۔ [1]

آپ کے مصادرِ ترجمہ میں سے چند یہ ہیں:

الکامل: ۱۰/ ۳۰۵، ۳۰۳، الوافی بالوفیات: ۳/ ۶۹، البدایة والنهایة: ۱۵/ ۹، شذرات الذهب: ۵/ ۷، تكملة المنذری: ۲/ ۸٤، طبقات السبكی: ۸/ ۶۰، سیر اعلام النبلاء: ۲۱/ ۳۲۲.

---

[1] الکامل: ۱۰/۳۰۳ ملخصًا.

ابن الابیض (وفات ۶۱۴ھ)

ابوعبداللہ محمد بن ابی محمد یوسف بن خضر بن عبداللہ بن عبدالرحیم الحلبی الحنفی، المعروف بابن الابیض۔ قاضی عسکر کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کی ساتویں دہائی میں پیدا ہوئے۔ حنفی المسلک تھے۔ یوسف بن ایوب صلاح الدین ایوبی کے بھائی الملک العادل ابوبکر احمد بن ایوب کی جانب سے قاضی مقرر کیے گئے۔

اپنے والد خطیب ابو طاہر الاسدی اور ابو طاہر الخشوعی سے سماع کیا۔ کاشانی اور برہان الدین مسعود سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ مدرسہ صادریہ میں (جسے صادر بن عبداللہ شجاع الدین نے ۴۹۱ھ میں بنایا تھا) اور مدرسہ قصاعیہ میں (جسے خطبلسی / خطلشاہ بنت ککجا نے ۵۹۳ھ میں بنایا تھا) پڑھاتے رہے۔ [1]

نعیمی کہتے ہیں:

''میں نے مدرسہ قصاعیہ کے دروازے پر کندہ (جو اس کے بانی کا نام) دیکھا تو وہ فاطمة بنت الامیر کوکجا ہے۔'' [2]

دمشق کی ''مسجد خاتونیہ'' میں بھی آپ پڑھاتے رہے۔ اس کی بانی ملک دقاق کی بہن زمرد خاتون بنت امیر جاولی (وفات ۵۵۷ھ) ہے جو بڑی جلیل القدر خاتون تھیں۔ [3]

---

[1] منادمة الاطلال، ص: ۱۹۴.

[2] الدارس فی تاریخ المدارس: ۱/ ۴۳۴.

[3] دیکھیں: الدارس: ۱/ ۳۸۴، تاریخ دمشق: ۶۹/ ۱۶۷، البدایة: ۱۴/ ۱۶۸، منادمة الاطلال، ص: ۱۶۹.

وفات:

۲۷ رمضان المبارک ۶۱۴ھ میں تراویح کی نماز پڑھائی، سلام پھیرتے ہی فوت ہو گئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ [1]

آپ کے حالات ان کتب میں ہیں:

الجواهر المضيئة:۳/ ٤٠٧ ، الفوائد البهية ، ص: ٢٠٣ ، التكملة للمنذري: ٢/ ٤٠٨ ، الاثمار الجنية: ٢/ ٦٣٧ .

[1] تكملة المنذرى: ٢/٤٠٨،٤٠٩.

ابوالکرم الموصلی (وفات ۶۳۴ھ)

ابوالکرم محمد بن علی بن مہاجر کمال الدین الموصلی۔

یحییٰ الثقفی سے موصل اور ابن طبرزد سے دمشق میں سماع کیا۔ آپ سے منذری اور برزالی وغیرہ نے سماع کیا۔

آپ صاحبِ ثروت تھے، اللہ کے عطا کردہ مال کو اللہ ہی کی راہ میں خرچ کرتے اور اراضی خریدتے، پھر اسے وقف فی سبیل اللہ کر دیتے۔ حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

"آپ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے والے تھے۔" ❶

آپ کا ترکہ جو قریباً تین لاکھ دینار تھا، اس میں ایک ایسی تسبیح بھی تھی جس میں موتیوں کے سو دانے تھے، ہر دانہ کبوتری کے انڈے جتنا تھا۔ ❷

وفات:

آپ جمعہ کے دن ۶۳۴ھ جمادی الآخر کے شروع میں صبح کی نماز کے سجدے میں فوت ہوئے۔ ❸

آپ کے مصادرِ ترجمہ میں سے چند یہ ہیں:

الدارس: ۲/ ۱۸۵، التکملة للمنذري: ۳/ ٤٤٦، مرآة الزمان: ۲/ ۷۰۳، الوافي بالوفیات: ٤/ ۱۲٤، البدایة والنهایة: ۱۵/ ۲۱۳.

---

❶ البدایة: ۱۵/۲۱۳. ❷ الوافي بالوفیات: ٤/۱۲٤.
❸ تاریخ الاسلام: ٤٦/۲۱٥.

صدر الدین البعلبکی (وفات ۶۵۶ھ)

عبدالرحمان بن نصر بن یوسف ابو محمد صدر الدین الشافعی البعلبکی۔ طبقات السبکی میں (۸/۱۹۵) آپ کا نام عبدالرحیم ہے جو درست نہیں ہے۔

آپ بعلبک کے قاضی تھے۔ آپ نے فقہ کا علم ابن الصلاح سے حاصل کیا اور عربی موسیٰ الیونینی سے سیکھی۔ عبداللہ الیونینی کی صحبت میں رہے۔

قطب الدین الیونینی رقم طراز ہیں:

''آپ فقیہ، فاضل، زاہد، عابد، پرہیز گار اور سخی تھے۔ بعلبک جو بھی آتا اس کا اکرام اور ضیافت کرتے، فقراء و مساکین کو کثرت سے کھانا کھلانے والے اور صدقہ کرنے والے تھے۔ اکثر رات کو قیام کرتے، مغرب سے عشاء تک نوافل ادا کرتے، اکثر اوقات قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور عموماً نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ بہت متواضع تھے حتیٰ کہ اپنے گھر سے گوندھے آٹے کی پرات خود تنور تک لاتے، کوئی اُٹھانے کا کہتا تو آپ انکار کر دیتے، ضرورت کی اشیاء خود خریدتے اور خود ہی انھیں اُٹھا کر گھر لاتے۔'' ❶

اِطعامِ فقراء کے حوالے سے الیونینی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ صدر الدین بعلبکی نے خود مجھے بیان کیا:

''ایک دفعہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو قطائف (آٹے سے بنا ایک قسم کا کھانا) تیار کرنے کو کہا، بیوی نے سمجھا کسی نوجوان کو کھلانا ہوگا، رات کو عشاء کے بعد گھر آئے تو کھانے کا پیالہ لے کر باہر چل دیے۔ رات بھی

❶ ذیل مرآة الزمان: ۱/ ۲٤٤.

شدید سردی والی تھی۔ بیوی نے دیکھنے کے لیے کسی کو پیچھے تعاقب میں بھیجا، اس نے واپس آکر بتایا کہ آپ حمص کے دروازے کے اندرون میں ایک بے آباد مسجد میں گئے اور وہاں جا کر تین فقیروں کو کھانا کھلایا، جب وہ کھانا کھا چکے تو پیالہ لیا اور واپس آ گئے۔" ❶

وفات:

آپ ۹ ذی قعدہ ۶۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ امیر شمس الدین محمود کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ ❷

علامہ سبکی لکھتے ہیں:

"آپ بعلبک کے مدرسہ میں امامت کراتے تھے، ظہر کی تیسری رکعت کے دوسرے سجدے میں گئے، مقتدی آپ کے سر اُٹھانے کا انتظار کرتے رہے، بالآخر وہ خود سجدے سے اُٹھے، آپ کو حرکت دی تو آپ فوت ہو چکے تھے۔" ❸

---

❶ ذیل مرآة الزمان: ۱/۲٤٥.

❷ ذیل المرآة: ۱/۲٤٦.

❸ طبقات السبکی: ۸/۱۹٥.

فریدالدین مسعود (وفات ۶۶۴ھ)

مسعود بن سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن فرخ شاہ العمری چشتی۔
۵۶۰ھ یا ۵۸۲ھ یا ۵۸۴ھ میں ولادت ہوئی۔ آپ کے والد چنگیز خاں کے حملے کی وجہ سے ملتان کے نواح کھتوال آ گئے اور وجیہ الخجندی کی بیٹی قرسم خاتون سے شادی کی، فریدالدین مسعود العمری کی پیدائش یہاں ہی ہوئی۔
ایک طبقے میں آپ کا لقب ”گنج شکر“ ہے۔ بزمِ صوفیہ (ص: ۱۲۰) میں قارئین احماض کے لیے اس کی وجہ تسمیہ دیکھ سکتے ہیں۔
ابتداءً آپ نے ملتان کے علماء سے علم حاصل کیا۔ منہاج الدین ترمذی سے نافع (فقہ کی کتاب) پڑھی۔ قطب الدین بختیار کاکی کی بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ہندوستان سے نکل کر کئی دوسرے علاقوں میں بھی گئے، شیخ سہروردی سے ملاقات کی، کافی وقت دہلی میں گزارا۔ زکریا ملتانی کو بھی پایا، پھر ہانسی آ گئے، بعد ازاں واپس دہلی گئے، بختیار کاکی فوت ہو چکے تھے، وہاں سے اجودھن (پاک پتن) آ گئے۔ آپ صوفیوں کے معروف سماع کے بہت دل دادہ تھے!!!
کئی مشہور صوفیوں نے آپ سے کسب کیا جن میں نظام الدین اولیاء، جمال ہانسوی اور بدر اسحاق دہلوی شامل ہیں۔

وفات:

وفات سے کچھ روز قبل خواجہ نظامی کی مثنوی سن کر بے ہوش ہو گئے اور پھر وفات تک کسی سے ہم کلام نہ ہوئے۔ ۵ محرم ۶۶۴ھ کو عشاء کی نماز کے بعد بے ہوش ہو گئے، ہوش آیا تو پوچھا میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ جواب ملا: جی ہاں، پڑھ لی ہے۔ کہنے لگے: پھر پڑھ لوں، جانے کب دوبارہ موقع ملے، یوں تین بار عشاء کی نماز ادا کی اور یا حیّ

یا قیوم کہتے ہوئے فوت ہو گئے۔ ❶

کتاب اربابِ طریقت (ص: ۱۲۵) میں ہے کہ نماز کے بعد آپ سجدے میں گئے اور یا حی یا قیوم کہتے ہوئے فوت ہو گئے۔

آپ کی حالات زندگی کے چند مصادر یہ ہیں:

الاعلام بمن فی تاریخ الهند من الأعلام معروف بہ نزهة الخواطر: ۱/ ۱۲۷، اربابِ طریقت، ص: ۱۲۱، بزم صوفیہ، ص: ۱۲۰۔

❶ بزم صوفیہ، ص: ۱۳۰، ملخصًا.

ضیاء الدین القرطبی (وفات ۶۷۲ھ)

ضیاء الدین ابو العباس احمد بن محمد بن عمر بن یوسف الانصاری القرطبی القنائی۔

۲۴ رجب ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔

زاہر بن رستم، ابن ابی الصیف الیمنی، یونس بن ابی الحسین الہاشمی، قاضی ابو محمد ابن المجلی، حافظ ابو الحسن علی بن المفضل المقدسی اور ابو عبداللہ الزبیدی وغیرہم سے سماع کیا۔

آپ سے ابو الفتح الابیوردی اور ابو طاہر احمد بن یونس الاربلی وغیرہ نے سماع کیا۔

آپ ادب عربی میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ شریف ابو القاسم کہتے ہیں:

''ابو العباس فاضل آدمی تھے، عمدہ نظم اور اچھی نثر والے تھے، کرم و ایثار سے متصف اور ہر آنے والے سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔'' ❶

وفات:

علاقہ قِنا میں ۶۷۲ھ میں فوت ہوئے۔

البرزالی کہتے ہیں: ''آپ نے سجدے میں وفات پائی۔'' ❷

آپ کے حالات الوافی بالوفیات (۷/۲۲۱) میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

❶ الطالع السعید: ۱۱۳.

❷ الطالع السعید، ص: ۱۲۵.

موسیٰ الزرزاری (وفات ۷۳۰ھ)

ضیاء الدین موسیٰ بن علی بن موسیٰ بن یوسف بن امیر محمد شرف الدین الزراری الشافعی۔ ۶۵۸ھ میں ولادت ہوئی۔ قاہرہ کے مدرسہ قطبیہ میں ٹھہرنے کی وجہ سے آپ کو قطبی کہا جاتا ہے۔ ❶

احمد بن یوسف الکواشی سے ان کی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کے کافی حصے کا سماع کیا۔ بغداد میں ابن الفویرہ اور قلانسی سے سماع کیا، علم القمنی اور ابوالحسن علی الکفتی سے علم القراءات کا حصول کیا۔

آپ کو نظم و شعر سے بھی رغبت تھی، آپ نے کتاب ''الوجیز'' کو منظوم کیا۔ آپ کے یہ اشعار کتنے خوب صورت ہیں ؎

تواضع تکن کالنجم استبان لناظر
علی صفحات الماء وهو رفیع
ولم تك كالدخان يرفع نفسه
إلى طبقات الجو وهو وضيع

''تواضع کرو، ستارے جیسے بن جاؤ گے کہ وہ دیکھنے والے کو پانی کی سطح پر نظر آتا ہے، حالانکہ وہ بلند و رفیع ہوتا ہے۔ اور دھوئیں کی مثل نہ بنو جو اُٹھتا تو فضا اور بلندی کی طرف ہے حالانکہ وہ گھٹیا اور ناپسندیدہ ہوتا ہے۔''

وفات:

آپ نے بہ روز منگل ۱۱ رجب ۷۳۰ھ نماز کے سجدے میں وفات پائی۔ آپ کے

❶ غاية النهاية: ۲/۳۲۱.

جنازے لوگوں کا جم غفیر شامل تھا۔ ❶

آپ کے حالات ان کتب میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں:

اعیان العصر:٥/ ٤٧٨ ، الدرر الكامنة: ٤/ ٣٧٨ ، غاية النهاية: ٢/ ٣٢١ ، ذيل التقييد:٢/ ٢٨٢ .

❶ اعيان العصر : ٥/٤٧٩ .

ابوالفتح ملتانی (وفات ۷۳۵ھ)

ابوالفتح رکن الدین بن صدرالدین بن بہاءالدین زکریاالملتانی السهروردی ۔ ۶۴۷ھ ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے خسر بہاءالدین زکریا ملتانی کی مرید تھیں۔

آپ نے اپنے والد سے مختلف علوم حاصل کیے، اپنے دادا بہاء الدین زکریا ملتانی کی بیعت کر کے سلسلے میں شمولیت کی اور والد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

صوفیوں کی محافلِ سماع اور عرس وغیرہ میں بڑے شوق سے شرکت کیا کرتے تھے۔

سلطان علاء الدین خلجی ان کی تکریم کیا کرتا تھا۔ کئی بار دہلی بھی آئے۔ آپ سے حسین بن احمد بن حسین، جلال البرکی اور شیخ خضر وغیرہم نے کسب کیا۔ [1]

وفات:

وفات سے تین ماہ پہلے آپ نے لوگوں سے ملاقات اور کلام کرنا بالکل ترک کر دیا تھا۔ ۱۹ رجب ۷۳۵ھ کو صلات اوابین پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں فوت ہوگئے۔ [2]

آپ کے حالات کے لیے یہ کتابیں دیکھیں:

نزهة الخواطر وبهجة المسامع و النواظر: ۱۴۲/۲، اربابِ طریقت، ص: ۱۰۸، بزمِ صوفیہ، ص: ۲۶۱۔

---

[1] نزهة الخواطر: ۱۴۳/۱.

[2] ارباب طريقت، ص: ۱۱۱.

امیر یوسف الانصاری (وفات ۷۵۵ھ)

ابو الحجاج یوسف بن اسماعیل بن فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر الخزرجی۔

آپ اپنے بھائی محمد بن اسماعیل کی ۷۳۴ھ میں وفات کے بعد برسراقتدار آئے۔ بیعت لیتے وقت آپ کی عمر پندرہ سال آٹھ ماہ تھی۔ آپ حسن سیرت سے متصف بادشاہ تھے۔ ۷۵۵ھ میں قتل ہوئے۔ مدتِ امارت تقریباً اکیس سال پر محیط ہے۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔

آپ نصری حکومت کے ساتویں حکمران تھے۔ یہ نصری سلسلہ سعد بن عبادہ کی طرف منسوب ہے۔ نصری حکومت کا پہلا بادشاہ غالب باللہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن محمد بن خمیس بن نصر بن قیس بن سعد بن عبادۃ الخزرجی الانصاری تھا۔ یہ پہلی حکومت تھی جو غرناطہ پر ۶۳۵ھ میں قائم ہوئی تھی۔ لسان الدین خطیب نے نصری حکومت کے حالات پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو "اللمحة البدرية في الدولة النصرية" کے نام سے مطبوع ہے۔

امیر یوسف کی والدہ کا نام بہار تھا جو ام ولد تھیں۔ ❶

۷۴۱ھ میں انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی جس میں بڑی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے امیر یوسف کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح دلائی۔

وفات:

۷۵۵ھ میں نمازِ عید الفطر کی آخری رکعت میں ایک آدمی نے آپ پر خنجر سے حملہ کیا، جس سے آپ دم توڑ گئے۔ آپ کی قبر پر جو کتبہ لکھا گیا اس میں یہ بھی مکتوب تھا:

❶ الاحاطة في اخبار غرناطة: ۳۱۹/۴۔

''حسنِ خاتمہ نصیب ہوا، رمضان کی تکمیل پر شہادت کا ہدیہ ملا، سجدے میں خشوع کی حالت میں، رب کی طرف تضرع کے ساتھ انابت میں، اپنے گناہ کی معافی مانگتے ہوئے اور اطمینان کے ساتھ ایسی حالت میں شہید ہوئے جس میں بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔''[1]

آپ کے مصادرِ ترجمہ میں سے چند یہ ہیں:

السلوك لمعرفة دول الملوك: ٤/ ٢١٦، الدرر الكامنة: ٤/ ٤٥٠، اللمحة البدرية فى الدولة النصرية، ص: ١٢٩، الاحاطة فى اخبار غرناطه: ٤/ ٣١٨.

[1] اللمحة البدرية، ص: ١٣٥، ١٣٦.

احمد بن مظفر الشافعی (وفات ۷۵۸ھ)

شہاب الدین احمد بن مظفر بن ابی محمد بن بدر بن حسن بن مفرج بن بکار النابلسی الشافعی۔

رمضان ۶۷۴ھ یا ۶۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ نے عمر بن القواس، ابو الفضل بن عساکر، ابن الواسطی، زینب بنت مکی اور ست الاہل بنت علوان وغیرہم سے سماع کیا۔ آپ حافظ ذہبی کے ہم سبق تھے۔ علامہ ذہبی نے اپنی کتاب "المعجم" میں آپ سے بیان کیا ہے۔ ❶

آپ فاضل آدمی تھے۔ حدیث سے شغف رکھتے تھے۔ خلوت پسند تھے، ساری زندگی شادی نہیں کی۔

آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عساکر کے حالات پر الگ کتاب لکھی۔

وفات:

ابن حجر کہتے ہیں:

''ابن المظفر کہا کرتے تھے: میری خواہش ہے کہ میں سجدے میں فوت ہوں۔ اللہ نے ان کو اسی طرح موت دی۔ وہ اپنے گھر گئے، دروازہ بند کیا، تین دن تک لوگوں کو آپ نظر نہ آئے تو لوگ گھر میں داخل ہو گئے، دیکھا تو آپ سجدے کی حالت میں فوت ہو چکے تھے۔ یہ ۷۵۸ھ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔'' ❷

آپ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

ذيل تذكرة الحفاظ، ص:٣٢، الدرر الكامنة:١/ ٣١٧.

---

❶ ذيل تذكرة الحفاظ، ص: ٣٢. ❷ الدرر الكامنة: ١/ ٣١٨.

عبدالرحمان النویری (وفات بعد ۸۴۴ھ)

عبدالرحمان بن عبدالعزیز بن محمد بن احمد بن عبدالعزیز المالکی۔

نویرہ میں پیدا ہوئے، اپنی والدہ کے ساتھ "فیوم" آگئے۔ قرآن مجید حفظ کیا، اس کے ساتھ العمدة، الرسالة اور الفية النحو کتب بھی زبانی یاد کیں۔ بڑھاپے میں واپس اپنے شہر چلے گئے۔ کئی دفعہ حج کیا اور زین المراغی سے سماع کیا۔

آپ کے حالات زندگی علامہ سخاوی نے "الضوء اللامع" (۸۵/۴) میں لکھے ہیں۔

وفات:

۸۴۴ھ کے بعد مسجد حرام میں ذوالحجہ کے ماہ میں سجدے کی حالت میں وفات پائی۔ ❶

---

❶ الضوء اللامع: ٤/٨٥.

محمد بن احمد البدر (وفات ۸٦٧ھ)

آپ کے حالات علامہ سخاوی نے الضوء اللامع (۷/ ۸٤) میں لکھے ہیں۔ ذیل میں اسی کی تلخیص ہے: محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر البدر، یا شمس بن شہاب بن بدر بن صدر المصری الشافعی۔ ابن الخلال کے نام سے معروف ہیں۔

ربیع الاول ۷۷٦ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا اور العمدۃ، تنبیہ اور الفیۃ النحو وغیرہ کتابیں زبانی یاد کیں۔

بلقینی اور ابن الملقن سے اجازہ حاصل کیا۔ نور البکری، نور الادمی اور ابن القطان وغیرہ سے فقہ کا درس لیا۔ بلقینی کے پاس تحصیل علم کے لیے دس سال تک رہے۔ ابن القطان اور ادمی سے عربی، زین الدین العراقی سے علم حدیث اور ابن ادریس سے فلکیات کا علم حاصل کیا۔ ابن جماعہ کے ساتھ بھی رہے۔ علم منطق کے لیے سباطی وغیرہ کے پاس حاضر ہوتے رہے۔

۸٤٠ھ میں "فوہ" آگئے اور جامع ابن نصر اللہ میں تدریس وخطابت اور افتا کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ "فوہ" کے لوگوں نے آپ سے خوب استفادہ کیا۔ محکمہ قضا میں قاضی سفطی کے نائب تھے۔ سخاوی کہتے ہیں:

> "میں نے "فوہ" میں ان سے ملاقات کی اور کچھ چیزوں کی ان پر قراءت کی۔ آپ فقیہ، مذہب کے حافظ، فنون میں درک رکھنے والے، فلکیات کے ماہر، سادہ مزاج اور متواضع شخص تھے۔"

وفات:

۸٦٧ھ "فوہ" میں ١١ رمضان المبارک، ہفتہ کے روز عصر کی نماز کے سجدے میں فوت ہوئے۔ [1]

---

[1] الضوء اللامع: ۷/ ۸٤۔

عفیف الدین الجبرتی (وفات ۸۰۴ھ)

عفیف الدین مسیح بن عبداللہ الجبرتی۔

آپ کا ذکر عبدالوہاب البریھی السکسکی الیمنی نے "طبقات صلحاء الیمن" (ص: ۱۹۰) میں کیا ہے اور "الشیخ، الصالح" جیسے الفاظ سے تعریف کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"جمال الدین محمد بن علی الجبرتی نے آپ کے وفات والے دن آپ سے پوچھا کہ آپ ناشتہ کیا کریں گے؟ کہنے لگے: میرا ناشتہ آپ کے پاس نہیں بلکہ میرا ناشتہ ان شاء اللہ جنت میں ہوگا۔ پھر دن کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی، رحمہ اللہ۔"

سلطان مظفر شاہ (وفات ۹۳۲ھ)

مظفر شاہ بن محمود شاہ۔ گجرات کے بادشاہ تھے۔

العَیْدَ رُوس رقم طراز ہیں:

'' آپ عادل، فاضل اور اہل علم سے محبت کرنے والے تھے۔ آپ کا رسم الخط (ہینڈ رائٹنگ) خوب صورت تھا، چنانچہ آپ نے متعدد قرآن لکھے، جن میں سے ایک مدینہ منورہ بھیجا۔'' ❶

وفات:

آپ ۹۳۲ھ میں سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ ❷

آپ کے حالات ان مصادر میں موجود ہیں:

شذرات الذهب: ٨/ ١٨١ ، النور السافر ، ص: ٢٥٦ .

---

❶ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، ص: ٢٥٦.

❷ النور السافر، ص: ٢٥٦.

عبداللہ العَیدَرُوس (وفات ۱۰۱۹ھ)

ابو محمد عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ بن الشیخ عبداللہ العیدروس۔ یمن کے علاقے ''تریم'' میں ۹۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔

اپنے والد، ابوبکر بن سالم، سید محمد بن عقیل اور عمر بن عبداللہ بن العیدروس وغیرہم کی صحبت اختیار کی۔ تصوف کے تمام مشہور سلسلوں؛ عیدروسیہ، قادریہ، شاذلیہ، جبرتیہ، سہروردیہ، رفاعیہ، خاتمیہ، کازورنیہ اور اہدلیہ وغیرہ سے بیعت تھے۔

حسین بن فقیہ عبداللہ بافضل سے علم فقہ حاصل کیا۔ صوفیوں کے ہاں آپ کا مقام مسلّم ہے۔ احمد بن الحسین العیدروس، شیخ بن عبداللہ بن علی، ابوبکر بن سالم اور احمد الدوعنی وغیرہم نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔

آپ حسنِ اخلاق سے متصف، سخی اور درگزر کرنے والے انسان تھے۔

آپ سے آپ کی اولاد؛ محمد، شیخ اور زین العابدین نے آپ سے علم حاصل کیا۔ ان کے علاوہ احمد بلفقیہ، ابن علی خرد اور ابوبکر بن عبدالرحمان شامل ہیں۔ آپ کی بہت سی کرامات بھی بیان کی جاتی ہیں۔

لیکن انسان میں چاہے کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں، فعلاً و ترکاً جب تک کمال متابعت رسول نہ ہو اُس میں ایک بہت بڑا خلل باقی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباعِ سنت کی کما حقہ توفیق دے اور اسی پر موت دے۔ امام احمد بن حنبل سے مروی ہے:

"من مات على الاسلام والسنة مات على الخير كله." ❶

''جس کو اسلام اور سنت پر موت آئی، اس کو کلیتاً خیر پر موت آئی۔''

---

❶ سير اعلام النبلاء : ۱۲/۲۹٦.

ابن عون کہتے ہیں:

"من مات على الاسلام والسنة فله بشير بكل خير ." ❶

''جس کو اسلام اور سنت پر موت آئی تو اس کے لیے ہر خیر کی خوش خبر دینے والا ہو گا۔''

اللّٰهم امتنا على السنة واحشرنا مع اهل السنة .

ابن قیم اسلام، سنت اور عافیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"سعادة الدنيا و الآخرة و نعيمهما مبنى على هذه الاركان الثلاثة ."

''دنیا و آخرت کی سعادت اور نعمتیں انھی تین ارکان پر مبنی ہیں۔'' ❷

وفات:

جمعرات ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۱۹ھ میں نماز عصر کے سجدے میں فوت ہوئے۔ نماز جنازہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد پڑھی گئی۔ زنبل قبرستان میں دفن ہوئے۔ ❸

آپ کے مصادرِ ترجمہ میں سے چند یہ ہیں:

عقد الجواهر والدرر فى اخبار القرن الحادى عشر، ص: ١٢٤، خلاصة الاثر:٣/ ٤٩، خلاصة الخبر، ص:١٩٤ .

❶ شرح اصول اعتقاد اهل السنة للالكائى: ١/ ١٥٤، رقم: ٥٥.

❷ اجتماع جيوش الاسلامية، ص: ٣٣.

❸ خلاصة الاثر: ٣/ ٥٠.

علی السماوی (وفات ۱۱۱۷ھ)

علی بن احمد بن علی السماوی الیمنی الذماری۔ ۱۰۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے حالات ابن زبارہ نے "الملحق التابع لبدر الطالع" (ص:۱۴۸) میں لکھے ہیں۔

آپ نے احمد بن علی الشافعی، سید احمد بن محمد الحوثی، قاضی عبدالواسع العلفی، عبدالرحمان الحیمی اور ابن الصلاح الفلکی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ آپ فقہ، لغت اور اصول وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ منطق کی شُد بُد بھی رکھتے تھے۔ ابن زبارہ صنعانی کہتے ہیں:

"زہد و ورع میں نمایاں مقام رکھتے تھے، طاعات پر مواظبت کرتے، مسجد میں رہتے، فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک ذکر کے لیے بیٹھ جاتے، پھر علوم کی تدریس کرتے، پھر گھر جاتے اور جَو وغیرہ سے جو میسر ہوتا کھا لیتے، پھر تدریس وقضا کے لیے مسجد لوٹ آتے۔" ❶

قاضی اسحاق العبدی آپ ہی کے شاگرد تھے۔

۱۰۷۹ھ میں متوکل سے ملاقات کے لیے آئے تو اس نے ان کی بہت تعظیم کی اور "ولایت عام" ان کے سپرد کر دی جو اُنھوں نے کافی پس و پیش کے بعد قبول کی۔ ۱۱۰۴ھ میں معزول ہو گئے۔ آپ اپنی وفات تک تدریس کرتے رہے۔

وفات:

عید کے روز ۱۱۱۷ھ میں رداع شہر میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ مغرب کی دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں تھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ جنازے میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ ❷

---

❶ الملحق التابع، ص: ۱۵۷. ❷ الملحق التابع، ص: ۱۵۹.

جمال الدین مزبور (وفات ۱۱۸۳ھ)

تحفة المحبين والاصحاب في معرفة ما للمدنيين من الانساب (ص:٤٢٨) میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ یہ کتاب عبدالرحمان بن عبدالکریم الانصاری (وفات ۱۱۹۵ھ یا ۱۱۹۷ھ) کی تالیف ہے۔ المزبور کے بارے میں لکھا ہے:

''۱۱۸۳ھ میں آپ عصر کی نماز میں سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔'' ❶

رحیم بخش (وفات بعد ۱۲۳۹ھ)

رحیم بخش بن حافظ نظام الدین خادم بن بہاء الدین۔ آپ ضلع گوجرانوالا میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا غلام رسول قلعوی کے والد تھے۔

وفات:

مولانا غلام رسول ابھی زمانہ طالب علمی ہی میں تھے کہ آپ کے والد رحیم بخش وفات پا گئے۔ ایک روز عصر کی نماز باجماعت پڑھ رہے تھے کہ چوتھی رکعت کے سجدے میں فوت ہو گئے۔ ❷

حسن اتفاق دیکھے کہ مولانا غلام رسول قلعوی کے والد سجدے کی حالت میں فوت ہوئے اور دادا رکوع کی حالت میں۔ ❸

---

❶ تحفة المحبين، ص: ٤٢٨.   ❷ تذکرہ غلام رسول قلعوی، ص: ٨٦.

❸ تذکرہ غلام رسول قلعوی، ص: ٦٩، ٧٠.

ابن عابدین (وفات ۱۲۵۹ھ)

عبداللہ بن عابدین الدمشقی الحنفی الماتریدی۔ آپ معروف حنفی عالم ابن عابدین (صاحبِ رد المختار) کے علاوہ دوسری شخصیت ہیں۔

صاحبِ "حلیة البشر" آپ کے تقوے، عبادت اور زہد کی تعریف کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''آپ شعبان ۱۲۵۹ھ میں جمعہ کے روز عصر کی نماز کی دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں فوت ہوئے۔'' ❶

❶ حلیة البشر: ۲/۱۰۰۵.

محی الدین لکھوی (وفات ۱۳۱۳ھ)

محی الدین عبدالرحمان بن محمد بن بارک اللہ لکھوی بن حافظ احمد بن محمد امین بن ملک عالم شاہ بن ابوداؤد ڈھنگ شاہ بن سکندر بن اُنّ بن صند بن کاہنگا بن صلاح بن رتن پال بن سانڈر بن لنڈر بن ڈھنگ (وینس/ہانس/ہرت) بن گورا بن چیت بن کوٹ بن جودھا بن سجن بن کلفان (ریحان/اعوان/کھوکھر/حوکھر) بن قطب شاہ بن معروف شاہ بن محمد شاہ بن عقیل شاہ بن عباس بن امام محمد بن حنفیہ بن علی بن ابی طالب۔

مولانا تنزیل الرحمان صدیقی نے آپ کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

> ''ہمیں خانوادۂ لکھویہ کا یہ نسب نامہ اسی خانوادے کے ایک رکن جناب محمد حسین لکھوی (استاد جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، کراچی) کے توسط سے حاصل ہوا ہے۔'' [1]

مولانا محی الدین لکھوی کی پیدائش لکھو کے، ضلع فیروز پور میں ۱۲۵۳ھ کو ہوئی۔ آٹھ سال میں قرآن پاک ختم کیا۔ تیرہ برس کی عمر میں کافیہ تک تعلیم حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں دہلی جا کر قاضی بشیر الدین قنوجی سے قطبی، میر زاہد، صدرا اور میبذی وغیرہ کتب پڑھیں۔ مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی سے بھی کچھ کتب پڑھیں۔ دہلی میں مولانا عبدالرحمان روپڑی کی شاگردی میں رہے۔ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے بھی سندِ حدیث لی، پھر واپس آ کر درس وتدریس کی ابتدا کی۔ کچھ عرصہ بعد غزنی میں مولانا عبداللہ غزنوی کے پاس گئے، ان کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر واپس آ گئے۔

بہت سے اکابرین نے آپ سے تحصیلِ علم کی، جن میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کا

[1] اصحابِ علم وفضل، ص: ۲۴۳، حاشیہ: ۱۔

نام بھی شامل ہے۔

تنزیل صدیقی صاحب رقم طراز ہیں:

''مولانا محی الدین عبدالرحمان بڑے عابد و زاہد، شب زندہ دار اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔'' ❶

مورّخ شہیر مولانا اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

''مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی بہ درجہ غایت متقی اور پیکر زہد و عبادت تھے۔ نماز انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے۔'' ❷

نیز رقم طراز ہیں:

''حضرت مولانا کی نماز کی طوالت، رکوع و سجود کی اطمینان و سکون سے ادائی اور خشوع و خضوع کی اس نواح میں بہت شہرت تھی۔'' ❸

آپ اچھے اخلاق والے اور اعمالِ قلوب کو سمجھنے والے علماء میں سے تھے۔

آپ نے قادیانیوں کے خلاف بہت کام کیا، مرزا قادیانی نے کہا کہ آپ نرینہ اولاد سے محروم رہیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد علی لکھوی جیسا بیٹا عطا کیا جن سے معین الدین لکھوی پیدا ہوئے۔

آپ نے کئی ایک کتب لکھیں جن میں ''رد وظیفة یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ'' (عربی)، ''نماز باترجمہ'' (پنجابی)، ''حاشیہ کشف المبهم مما فی مسلّم'' وغیرہ شامل ہیں۔ ❹

وفات:

مولانا محمد اسحاق بھٹی رقم طراز ہیں:

''مولانا محی الدین عبدالرحمان حج بیت اللہ کے لیے گئے اور اپنے والد کی

---

❶ اصحابِ علم وفضل، ص: ۲۳۳۔

❷ بزم ارجمنداں، ص: ۲۰۹۔

❸ بزم ارجمنداں، ص: ۲۱۰۔

❹ اصحابِ علم وفضل، ص: ۲۴۲۔

وفات سے دو سال بعد ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۶ء) کو مسجدِ نبوی میں بہ حالتِ سجدہ فوت ہوئے۔ اور جنت البقیع میں شرقی دیوار کے ساتھ دفن کیے گئے۔'' ❶

جناب تنزیل صدیقی صاحب نے یوم وفات کا تعین ۱۵ ذو قعدہ بہ روز جمعہ کیا ہے۔ ❷

آپ کے حالات کے لیے دیکھیے:

اصحاب علم وفضل، ص: ۲۲۷، بزم ارجمنداں، ص: ۲۰۹، برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات، ص: ۱۰۴، چمنستان حدیث، ص: ۹۸۔

---

❶ بزم ارجمنداں، ص: ۲۱۱۔

❷ اصحابِ علم وفضل، ص: ۲۴۳۔

عبداللہ القدّومی (وفات ۱۳۳۱ھ)

عبداللہ صوفان بن عودہ بن عبداللہ بن عیسٰی بن الحاج سلامہ بن عبید القدّومی النابلسی الحنبلی۔

۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) میں فلسطین کے علاقے ''کفر قدّوم'' میں پیدا ہوئے۔ ادھر ہی پرورش پائی، چھوٹی عمر میں اپنے علاقے کی مسجد میں قائم لائبریری کی کتب کا مطالعہ کرتے اور کھیل کود سے بالکل اعراض کرتے۔ شروع ہی سے اہل علم وادب کی مجالس کی طرف میلان تھا۔

سولہ سال کی عمر میں دمشق آ کر مدرسۃ المرادیۃ میں ٹھہرے اور کئی علماء سے اکتساب علم کیا جن میں عبدالرحیم النفال کا نام بھی آتا ہے۔ حسن بن عمر الشطی سے فقہ حنبلی، حدیث، فرائض اور عربی علوم کی تحصیل کی۔

کچھ مدت کے بعد اپنے علاقے میں واپس آ گئے۔ ۱۲۱۸ھ میں موصوف مدینہ آ گئے، حبیب ہندی اور محمد اسحاق عالم ہندی کے ساتھ رہے۔ آپ کے تلمیذ شہیر عبدالحی بن عبدالکبیر آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''جن حنبلی علماء سے ہماری ملاقات ہوئی آپ ان میں سب سے زیادہ عالم، تعلیماتِ سلف سے تمسک میں سب سے سخت اور احادیث کو حفظ کرنے اور ان کا استحضار رکھنے والے تھے۔ مزید برآں سب سے کٹ کر انابت الی اللہ کرنے والے، علم اور اس پر عمل کی طرف بہت توجہ دینے والے تھے۔''[1]

---

[1] فهرس الفهارس: ۲/ ۹٤۰.

موصوف بلند اخلاق کے مالک، اُمت سے خیر خواہی رکھنے والے اور اختلاف و افتراق سے نفرت کرنے والے تھے۔

آپ نے کئی ایک کتب تصنیف کیں، چند ایک نام ملاحظہ ہو:

١: الرحلة الحجازية . ٢: المنهج الاحمد فى درء المثالب التى تمنى لمذهب احمد . ٣: هدية الراغب فى ترتيب ابواب البخارى . ٤: الاجوبة الدرية فى دفع الشبه والمطاعن الواردة على الملة الاسلامية .

وفات:

آپ آخر عمر میں نابلس لوٹ آئے اور وہیں ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۲ء) میں جمعہ کی نماز پڑھاتے ہوئے فوت ہوئے۔ [1]

کتانی کہتے ہیں:

''آپ نے سجدے میں وفات پائی۔'' [2]

آپ کے حالات کے لیے مندرج ذیل کتب دیکھیں:

نثر الجواهر والدرر فى علماء القرن الرابع عشر: ١/ ٦٠١ ، الاعلام الشرقية: ١/ ٢٤٣ ، فهرس الفهارس: ٢/ ٩٣٩ ، مختصر طبقات الحنابلة ، ص:٢١٣ ، الاعلام: ٤/ ١١١ ، مقدمة الرحلة الحجازية ، فيض الملك الوهاب:٢/ ٩٩٢ .

[1] مختصر طبقات الحنابلة لابن الشطى، ص : ٢١٤.

[2] فهرس الفهارس : ٢/ ٩٤٠.

عین القضاۃ (وفات ۱۳۴۳ھ)

عین القضاۃ بن محمد وزیر بن محمد جعفر الحسینی الحنفی النقشبندی الحیدر آبادی .

۱۲۷۴ھ کو حیدر آباد میں ولادت ہوئی۔ کچھ دیر اپنے شہر میں پڑھنے کے بعد لکھنو آئے۔ عبدالحی بن عبدالحلیم کے تلامذہ سے درسی کتب پڑھنے کے بعد عبدالحلیم صاحب سے بھی استفادہ کیا اور فلسفے میں مہارت حاصل کی۔ میبذی کی کتاب ''ھدایۃ الحکمۃ'' کا حاشیہ لکھا۔ لکھنو کچھ عرصہ تدریس کرنے کے بعد نقشبندی طریقہ اخذ کرنے موسیٰ جی کے پاس آئے۔ ساری زندگی مجرد رہے شادی نہیں کی۔ ان کے والد نے لکھنو میں مدرسہ فرقانیہ میں تعمیر کرایا۔ موصوف ہر سال عید میلاد النبی پر دو سو گائے اور بکرے ذبح اور لوگوں کی دعوت کرتے!!

وفات:

۲ رجب ۱۳۴۳ھ میں ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کچھ شعر پڑھے، صوفی عین القضاۃ صاحب میں جذب پیدا ہوا، سجدے میں گئے اور اسی حال میں فوت ہو گئے۔ [1]

تنبیہ: صاحب تذکرہ کے علاوہ بھی ایک عین القضاۃ نامی صوفی کا ترجمہ کتب میں ملتا ہے جس کا نام ابو المعالی عبداللہ بن محمد میانجی ہمذانی ہے۔ اس شخص کو ۵۲۵ھ میں پھانسی دے دی گئی۔ یہ خرافی قسم کا صوفی تھا، پھانسی کی وجہ بھی اس کی خرافات ہی بنیں۔

تفصیل کے لیے دیکھیں:

مرآة الجنان: ۳/ ۱۸۷ ، الوافی بالوفیات: ۱۷/ ۲۹۱ ، طبقات السبکی: ۷/ ۱۲۸ ودافع عنه کعادته .

---

[1] الاعلام بمن فی تاریخ الهند من الاعلام : ۱۳۱۷/۳ .

عبدالعزیز عیون السود (وفات ۱۳۹۹ھ)

آپ کے حالات تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر (۲/۹۴۵) میں ذکر کیے گئے ہیں، ان کی تلخیص درج ذیل ہے:

قاری عبدالعزیز بن محمد علی بن عبدالغنی، عیون السود الحنفی۔

حمص میں ۱۳۳۵ھ میں علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا عبدالغفار عیون السود، عبدالقادر الخوجۃ، عبدالجلیل مراد، انیس کلالیب، شیخ محمد الیاسین اور اپنے والد سے تحصیل علم کی۔ دارالعلوم الشرعیہ سے ۱۳۵۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

دمشق میں شیخ محمد سلیم الحلوائی سے قراءات عشر پڑھیں۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر قویدر العرینی سے اور احمد حامد التجیبی سے بھی قراءت میں استفادہ کیا۔

مصر میں محمد علی الضباع سے قراءات اربع عشر پڑھی اور مقدمہ جزری اور شاطبی کی بھی ان سے تلقی کی۔ آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چھبیس واسطے ہیں۔ صاحب تاریخِ دمشق نے لکھا ہے کہ فی زمانہ اس سے عالی سند نہیں ہے۔ [1]

آپ نے فقہ حنفی اور اس کے اُصول اپنے والد، چچا عبدالغفار اور خواجہ عبدالقادر سے پڑھے۔ حمص میں دارالقراء کا اجرا کیا جہاں بہت سوں نے آپ سے اکتساب کیا۔

صاحب تاریخ دمشق نے آپ کے علم و عمل اور تواضع و کردار کی تعریف کی ہے۔ اور لکھا ہے:

> ''بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سفر و حضر میں کبھی بھی اکیلے نماز نہیں پڑھی۔ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے۔ مغرب سے عشاء اور فجر سے طلوع شمس تک ذکر کرتے رہتے تھے۔ اپنے اعمال و عبادات میں مسنون طریقے کی شدید

[1] تاريخ دمشق: ٩٤٢/٢.

خواہش رکھتے تھے۔" ❶

صاحب کتاب کہتے ہیں کہ آپ کے مالی وسائل زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات آپ ضیافت کے لیے اپنی کتب بھی بیچ دیتے تھے۔

وفات:

ماہ صفر ۱۳۹۹ھ (۱۹۷۹ء) کی ایک رات نماز عشاء پڑھ کر سوئے، تھکاوٹ محسوس کرنے کے باوجود ہمیشہ کی طرح تہجد کے لیے اُٹھ گئے۔ تہجد شروع کی اور سجدے میں گئے تو فوت ہو گئے۔ ❷

---

❶ تاريخ دمشق: ٢/٩٤٤.

❷ تاريخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر: ٢/٩٤٥.

عبدالرحمان کیلانی (وفات ۱۹۹۵ء)

عبدالرحمان کیلانی بن نور الٰہی کیلانی بن امام دین۔ موصوف میرے والد کے پھوپھی زاد اور ان کے بہنوئی کے بھائی، عبدالوکیل علوی صاحب کے سسر، محترمہ ثریا بتول علوی کے والد اور سلیمان کیلانی صاحب کے بھائی تھے۔ ۱۹۲۳ء میں گوجرانوالا کے مضافاتی گاؤں کیلیانوالا میں پیدا ہوئے۔

آپ بچپن ہی سے ذہین و فطین، سمجھ دار اور نیک طینت تھے۔ عصری تعلیم میں ہمیشہ نمایاں درجہ حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۴۴ء میں فوج میں بھرتی ہوئے مگر کچھ عرصہ بعد آپ نے فوج سے استعفیٰ دے دیا۔

فوج کی ملازمت چھوڑنے کے بعد آپ نے اپنے آبائی پیشے کتابت کو ذریعہ معاش بنایا۔ ۱۹۴۵ء میں لاہور آکر وسن پورہ کا مشہور مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات تعمیر کیا۔ کافی عرصہ قرآن کریم کی کتابت بھی کی۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے ایک قرآن پاک کی کتابت یوں کی کہ مکی سورتیں خانہ کعبہ میں اور مدنی سورتیں مدینہ منورہ میں اصحابِ صفہ کے چبوترے پر بیٹھ کر لکھیں۔

تصنیف کا کام بھی آپ نے خوب کیا، آپ کی چند کتب کے نام درج ذیل ہیں:

① تفسیر تیسیر القرآن۔ ② اسلام میں ضابطۂ تجارت۔

③ خلافت و جمہوریت۔ ④ آئینہ پرویزیت۔

⑤ الشمس والقمر بحسبان۔ ⑥ شریعت وطریقت۔

آپ کی تمام کتب ہی گراں مایہ اور آپ کے فہم ثاقب کی روشن دلیل ہیں۔

وفات:

مولانا نذیر احمد سبحانی کے توسط سے ہمیں معلوم ہوا کہ مولانا ابتسام الٰہی ظہیر کے

سسر کے والد محترم امین صاحب سجدے کی حالت میں فوت ہوئے۔ ان کے جنازے میں مولانا عبدالرحمان کیلانی نے بھی شرکت کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اللہ ان کو بھی حالتِ سجدہ میں وفات دے۔ اس کے ایک دو دن بعد ہی مولانا کیلانی بہ حالتِ سجدہ فوت ہو گئے۔

۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو عشاء کی نماز کے لیے آپ گھر سے وضو کر کے نکلے، نماز کی پہلی رکعت کے پہلے سجدے میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر بہتر سال تھی۔

آپ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

ہفت روزہ الاعتصام: ۱۹ دسمبر ۱۹۹۷ء، تفسیر تیسیر القرآن۔

محمودہ بیگم (وفات ۱۹۹۰ء)

محمودہ بیگم بنتِ میاں فتح محمد بن منشی عبدالکریم۔

بیاس کے شرقی کنارے پر واقع گاؤں صفدر پور آرائیاں میں ۱۹۲۴ء میں ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ارائیں برادری سے تعلق رکھتی تھیں۔ والدہ کا نام نور بیگم تھا۔

یکم جون ۱۹۴۰ء یا ۱۹۴۱ء میں محمودہ بیگم کی شادی میاں محمد طفیل سے ہوئی جو آپ کی پھوپھو زینب بی بی کے صاحب زادے تھے۔ مولانا مودودی کی زندگی ہی میں میاں طفیل صاحب جماعت اسلامی کے امیر منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۷ء مسلسل پندرہ سال تک جماعت کے امیر رہے۔ میاں طفیل صاحب کی وفات ۲۵ جون ۲۰۰۹ء میں ہوئی۔

محمودہ بیگم اور میاں طفیل صاحب نے مالی طور پر بڑھے سخت حالات کا مقابلہ کیا۔ ''طفیل قبیلہ'' کے مولف میاں محمد اسلم جمال نے، جو میاں طفیل صاحب کے بڑے داماد بھی ہیں، ذکر کیا ہے کہ میاں صاحب نے انتالیس سالوں میں انیس مکان تبدیل کیے۔ ❶

اگست ۱۹۴۷ء میں محمودہ بیگم نے لاہور ہجرت کی۔ آپ کم گو خاتون تھیں۔ اور پان کھانے کی بھی عادی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے اور آٹھ بیٹیاں عطا کیں۔

وفات:

چار نومبر ۱۹۹۰ء بہ وقتِ مغرب آپ نے غسل کیا، احرام والا جوڑا زیب تن کیا اور مغرب کی نماز کے لیے کھڑی ہوگئیں۔ سجدے میں پہنچیں تو اللہ نے آپ کی روح

---

❶ طفیل قبلہ، ص: ۱۰۸۔

قبض کر لی۔ ❶

لاہور علامہ اقبال ٹاؤن کریم بلاک کے قبرستان میں دفن کی گئیں۔ ❷

آپ کے حالات کتاب "طفیل قبیلہ" میں جا بہ جا موجود ہیں۔ بالخصوص صفحہ: ۲۳۵ و مابعد دیکھیے۔

اس کے ساتھ ہی یہ مضمون ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حسنِ خاتمہ سے نوازے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین.

---

❶ طفيل قبيله، ص: ٢٦١.

❷ ايضاً، ص: ٢٢١.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثبت المراجع المصادر

عربی مصادر:

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ الصحیح، ابو الحسین مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھـ)، ط/ دارالسلام، ریاض

۳۔ السنن، ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (م ۲۷۵ھـ)، ط/ دارالسلام، ریاض

٤۔ السنن، ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی (م ۲۷۳ھـ)، ط/ دارالسلام، ریاض

٥۔ المسند، الامام المبجل احمد بن حنبل (م ۲٤۱ھـ)، ط/ بیت الافکار الدولیة

٦۔ الترغیب والترہیب، حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (م٦٥٦ھـ)

۷۔ الدر المنثور، علامة عبدالرحمان السیوطی (م ۹۱۱ھـ)

۸۔ السنة، حرب بن اسماعیل الکرمانی (م ۲۸۰ھـ)، ط/ داراللؤلؤة

۹۔ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، ابو القاسم هبة الله اللالکائی

۱۰۔ اخبار القضاة، محمد بن خلف بن حیان وکیع (م ۳۰٦ھـ)، ط/ عالم الکتب

۱۱۔ الاصابة، حافظ ابن حجر العسقلانی (م۸۵۲ھـ)

۱۲۔ اسد الغابہ، ابوالحسن ابن الاثیر (م ٦۳۰ھـ)، ط/ دارالکتب العلمیة بیروت مکتبة

۱۳۔ الانساب، حافظ ابو سعد عبدالکریم السمعانی (م ٥٦٤هـ)،
مکتبہ ابن تیمیة، قاهرة
١٤۔ الاثمار الجنية فی طبقات الحنفية، ملا علی قاری الحنفی (م
١٠١٤هـ)، ديوان الوقف السنی، جمهورية العراق
١٥۔ الاعلام بمن تاريخ الهند من الاعلام، للعلامه عبدالحی الحسینی
(١٣٤١هـ)، ط/ دار ابن حزم
١٦۔ الاعلام، خيرالدين الزركلی
١٧۔ الاعلام الشرقيه، زکی محمد مجاهد، ط/ دار الغرب الاسلامی
١٨۔ اعيان العصر واعوان النصر، حافظ صلاح الدين خليل بن ايبك
الصفدی (م٧٦٤هـ)
١٩۔ الاحاطة فی اخبار غرناطه، لسان الدين بن الخطيب (م٧٧٦هـ)
٢٠۔ احياء علوم الدين، لابی حامد محمد الغزالی (م٥٠٥هـ)
٢١۔ البدر الطالع، محمد بن علی الشوكانی (م ١٢٥٠هـ)
٢٢۔ البداية والنهاية، حافظ اسماعيل بن كثير (م ٧٧٤هـ)، ط/ دارابن
كثير، بيروت
٢٣۔ بغية الطلب فی اخبار حلب، عمر بن احمد العديم (٦٦٠هـ)
٢٤۔ اخبار الفقهاء و المحدثين، محمد بن حارث الخشنی (م٣٦١هـ)
٢٥۔ ترتيب المدارك، للقاضی عياض ابی الفضل (م٥٤٤هـ)
٢٦۔ تذكرة الحفاظ، امام ابو عبدالله محمد الذهبی (م ٧٤٨هـ)،
ط/ داراحياء التراث العربی، بيروت
٢٧۔ تاريخ الاسلام، حافظ الذهبی (م٧٣٨هـ)، ط/ دارالكتاب العربی
٢٨۔ تهذيب الكمال، الامام الحافظ ابوالحجاج يوسف المزی
(م٧٤٢ه)، ط/ مؤسسة الرسالة
٢٩۔ تهذيب التهذيب، حافظ ابن حجر (م٨٥٢هـ)

٣٠۔ تقريب التهذيب ، علامة حافظ ابن حجر (م٨٥٢هـ)
٣١۔ تعليقات على شرح العقيدة الطحاوية ، علامة عبدالله بن الجبرين (م١٤٣٠هـ)، ط/ دارالصميعى
٣٢۔ تاريخ الرسل والملوك ، الامام ابن جرير الطبرى السنى (م٣١٠هـ)، ط/ دارالمعارف ، مصر
٣٣۔ التاريخ الكبير ، شيخ الاسلام محمد بن اسماعيل البخارى الامام (م٢٥٦هـ)، ط/ دائره المعارف العثمانيه ، هند
٣٤۔ التاريخ الكبير ، امام ابن ابى خيثمة (م٢٧٩هـ)
٣٥۔ تاريخ الخليفة ، الامام ابو عمرو خليفة بن خياط (م٢٤٠هـ)
٣٦۔ تاريخ مدينة السلام بغداد ، حافظ ابوبكر احمد بن على الخطيب البغدادى ، ط/ دارالغرب الاسلامى
٣٧۔ تاريخ دمشق ، ابوالقاسم على بن عساكر (م٥٧١هـ)، ط/ دارالفكر
٣٨۔ تاريخ مولد العلماء و وفياتهم ، لابن زبر الربعى (م٣٥٩هـ)، تحيق: محمد المصرى ، كويت
٣٩۔ تاريخ بخارى ، ابوبكر محمد بن جعفر الزشخى (م٣٤٨هـ)، ط/ دارالمعارف
٤٠۔ تاريخ علماء الاندلس ، حافظ ابوليد عبدالله المعروف بابن الفرضى (م٤٠٣هـ)، ط/ دارالغرب الاسلامى
٤١۔ تاريخ علماء الدمشق فى قرن الرابع عشر ، لمحمد مطيع الحافظ و نزار اباظة ، ط/ دارالفكر
٤٢۔ تبيين كذب المفترى ، ابوالقاسم ابن عساكر (م٥٧١هـ)، ط/ دارالكتاب العربى
٤٣۔ التحفة اللطيفة فى تاريخ المدينة الشريفة ، للحافظ السخاوى ،

عنى بطبعه: اسعد طرابزونى
٤٤۔ التاج المكلل، للعلامة نواب صديق حسن خان القنوجى،
ط/ مكتبه دارالسلام، رياض
٤٥۔ تكملة الصلة، الحافظ ابو عبدالله ابن الآبار البلنسى،
ط/ دارالفكر
٤٦۔ التكلمة لوفيات النقلة، للحافظ عبدالعظيم المندرى
(م٦٥٦هـ)، ط/ موسسة الرساله، تحقيق د. بشار عواد معروف
٤٧۔ تحفة المحبين والاصحاب فى معرفة ما للمدنيين من الانساب،
لعبدالرحمن بن عبدالكريم الانصارى، تيونس
٤٨۔ التعديل و التجريح، ابوالوليد سيلمان الباجى (م٤٧٤هـ)،
ط/ داراللواء
٤٩۔ التهجد، لعبدالحق الاشبيلى ابن الخراط
٥٠۔ الثقات، ابوحاتم محمد ابن حبان البستى، ط/ دائرة المعارف
العثمانيه، حيدرآباد، دكن، هند
٥١۔ جامع العلوم والحكم، حافظ ابن رجب الحنبلى (م٧٩٥هـ)
٥٢۔ الجرح والتعديل، الامام الصالح ابن ابى حاتم (م٣٢٧هـ)،
ط/ دائرة المعارف العثمانيه، هند
٥٣۔ جمهرة انساب العرب، للعلامة الفذ ابن حزم (م٤٥٦هـ) تحقيق
عبدالسلام، ط/ دارالمعارف
٥٤۔ الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية، لابى محمد عبدالقادر،
ابن ابى الوفاء القرشى الحنفى (م٧٧٥هـ)
٥٥۔ حلية الاولياء، حافظ ابونعيم الاصفهانى (م٤٣٠هـ)
٥٦۔ حلية البشر فى تاريخ القرن الثالث عشر، الشيخ عبدالرزاق
البيطار، ط/ دارصادر، بيروت

۵۷۔ خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، محمد امین المحبی، ط/ مکتبة الخیاط بیروت، لبنان
۵۸۔ خلاصة الخبر، لعمر بن علوی، ط/ دارالمنهاج
۵۹۔ الدارس فی اخبار المدارس، لعبد القادر النعیمی (م۹۷۸ھـ)، ط/ دارالکتب العلمیه
۶۰۔ الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة، للحافظ ابن حجر (م۸۵۲ھـ)، ط/ دارالجیل، بیروت
۶۱۔ ذکر اسماء من تکلم فیه وهوموثق، للحافظ ذهبی (م۷۴۸ھـ)، ط/ مکتبة المنار، اردن
۶۲۔ ذیل طبقات الحنابله، للامام ابن رجب (م۷۹۵ھـ)، ط/ مکتبة العبیکان
۶۳۔ ذیل تاریخ مدینة السلام، للحافظ ابی عبدالله محمد الدبیثی (م۶۳۷ھـ)، ط/ دارالغرب الاسلامی
۶۴۔ ذیل مرآة الزمان، للشیخ موسی بن محمد الیونینی (م۷۲۶ھـ)، ط/ دائرة المعارف، هند
۶۵۔ ذیل تذکرة الحفاظ، ط/ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۶۶۔ ذیل التقیید، للامام محمد بن احمد الحسنی ابی الطیب (م۸۳۲ھـ)
۶۷۔ رجال صحیح مسلم، حافظ ابوبکر احمد بن منجویه (م۴۲۸ھـ)، ط/ دارالباز، مکة المکرمة
۶۸۔ ریاض النفوس، لابی بکر عبدالله بن محمد المالکی (م ۴۳۸ھـ)، ط/ دارالغرب الاسلامی
۶۹۔ الرحلة الحجازیة، لعبدالله القدومی الحنبلی
۷۰۔ السیرة النبویة، لابی محمد عبدالملک بن هشام (م۲۲۸ھـ)

۷۱۔ سیر اعلام النبلاء فی تراجم العلماء، الامام ذہبی (م۷۴۸ھ)،
ط/ مؤسسة الرسالة
۷۲۔ السلوك لمعرفة دول الملوك، لتقی الدين المقريزی (م۸۴۵ھ)،
ط/ دار الكتب العلميه، بيروت
۷۳۔ شذرات الذهب، لابی الفلاح ابن العماد (م۱۰۸۹ھ)،
ط/ مكتب القدسی، مصر
۷۴۔ الصلة، للحافظ بن بشكوال (م۵۷۸ھ)
۷۵۔ صحيح الانباء المسند من احاديث الانبياء، لسليم بن عبدالهلالی
الاثری، دار ابن حزم
۷۶۔ الضعفاء و المتروكون، للامام النسائی (م۳۰۳ھ)
۷۷۔ الضعفاء، للامام ابی جعفر محمد العقيلی
۷۸۔ الضوء اللامع لاهل القرن التاسع، للحافظ السخاوی
(م۹۰۲ھ)، ط/ مشورات دار مكتبة الحياة
۷۹۔ الطالع السعيد، لابی الفضل جعفر بن ثعلب الادفوی
(م۷۴۸ھ)، الدار المصرية
۸۰۔ الطبقات الكبير لمحمد بن سعد (م۲۳۰ھ)
۸۱۔ الطبقات الكبير، لعبدالوهاب السبكی الشافعی الاشعری (م۷۷۱ھ)
۸۲۔ طبقات المفسرين، محمد علی الداؤدی (م۹۴۵ھ)، دار الكتب
لعلمية
۸۳۔ طبقات الخليفة، للامام المحدث ابی عمرو خليفه بن خياط،
تحقيق: اكرم ضياء العمری
۸۴۔ طبقات الحنفية، لعلاء الدين ابن الحنائی قنالی زاده (م۹۷۹ھ)
۸۵۔ طبقات الحنابلة، للقاضی ابی الحسين البغدادی (م۵۲۶ھ)،
تحقيق: عبدالرحمن العثيمين

٨٦ـ طبقات الشافعية ، لابی بكر ابن قاضی شهبة (م٨٥١هـ)، ط/ دائرة المعارف العثمانيه ، هند

٨٧ـ طبقات صلحاء اليمن ، عبدالوهاب البريهى ، صنعاء ، يمن

٨٨ـ عنوان المجد فى تاريخ نجد ، عثمان بن عبدالله بن بشر النجدى (م١٢٨٨هـ)، ط/ مكتبة الرياض الحديثية

٨٩ـ العقد الثمين ، محمد بن احمد الفاسى ، (م٨٣٢هـ)، ط/ مؤسة الرسالة

٩٠ـ عقود الجمان ، لمحمد بن يوسف الصالحى الشافعى (م٩٤٢هـ)، ط/ مطبعة المعارف الشرقية حيدرآباد هند

٩١ـ عيون الروضتين ، للامام عبدالرحمن ابى شامة (م٦٦٥هـ)

٩٢ـ عقود الجواهر و الدرر فى اخبار القرن الحادى عشر ، للشيخ محمد بن ابى بكر الشلي باعلوى ، تحقيق ابراهيم احمد المقحفى

٩٣ـ الغنية ، ابو الفضل قاضى عياض اليحضبى (م٥٤٤هـ)، ط/ دارالغرب الاسلامى

٩٤ـ غاية النهاية ، محمد بن محمد بن محمد ابن على الجزرى (م٨٣٣هـ)، دارالكتب العلمية

٩٥ـ فهرس الفهارس ، لعبدالحى الكتانى ، ط/ دارالغرب الاسلامى

٩٦ـ فيض الملك الوهاب المتعالى ، للشيخ ابى الفيض عبدالستار الصديقى الهندى المتقى (م١٣٥٥هـ)، مكتبة الاسلامى ، مكة

٩٧ـ فتح البارى ، للحافظ ابن حجر (م٨٥٢هـ)، ط/ دارالسلام ، رياض

٩٨ـ الفوائد البهية ، للابى الحسنات محمد عبدالحيى اللكنوى ، ط/ مطعة السعادة ، مصر

۹۹۔ الكامل فى الضعفاء، للامام الحافظ ابى احمد بن عدى، ط/ دارالفكر، بيروت، لبنان

۱۰۰۔ الكامل فى التاريخ، لابى الحسن على، ابن الاثير (م٦٣٠ھـ)، ط/ دارالكتاب العربى، بيروت

۱۰۱۔ لسان الميزان، حافظ ابن حجر

۱۰۲۔ اللمحة البدرية فى الدولة النصرية، لابى عبدالله محمد لسان الدين ابن الخطيب، ط/ دارالمدار الاسلامى، ليبيا

۱۰۳۔ المنتظم فى تاريخ الامم، لابن الجوزى الحنبلى (م٥٩٧ھـ)، ط/ دارالكتب العلميه، بيروت

۱۰٤۔ ميزان الاعتدال، للحافظ الذهبى، ط/ دارالكتب العلميه، بيروت

۱۰٥۔ معجم الصحابة، لابى القاسم عبدالله بن محمد البغوى الحافظ (م٣١٧ھـ)، ط/ مكتبه دارالبيان

۱۰٦۔ معرفة الصحابة، لابى نعيم الاصفهانى الحافظ (م٤٣٠ھـ)

۱۰۷۔ معرفة القراء الكتاب، للحافظ الذهبى، ط/ مؤسسة الرسالة، بيروت

۱۰۸۔ معجم البلدان، للشيخ ابى عبدالله ياقوت الحموى المؤرخ، ط/ دارصادر، بيروت

۱۰۹۔ معانى الاخبار فى شرح اسامى رجال معانى الآثار، للابى محمد محمود العينتابى العينى الحنفى، ط/ دارالكتب العلمية

۱۱۰۔ معالم اهل الايمان فى معرفة اهل القيرون، لابى زيد الدباغ (م٦٩٦ھـ)، ط/ مكتبة الخانجى

۱۱۱۔ الماتريدية، لشمس الدين افغانى رحمه اللّٰه، ط/ دارالصميعى

۱۱۲۔ معجم المفسرين من صدر الاسلام حتى العصر الحاضر، عادل نويهض

۱۱۳۔ مجموع الفتاویٰ، شیخ الاسلام (م۷۲۸ھ)، ط/ دارالکتب العلمیة

۱۱۴۔ مرآة الجنان وعبرة الیقظان، لابن اسعد الیافعی (م۷۶۸ھ)، ط/ دارالکتب العلمیة

۱۱۵۔ مفرج الکروب فی اخبار بنی ایوب، لمحمد بن سالم بن واصل (م۵۷۶ھ) تحقیق: د. حسنین محمد ربیع

۱۱۶۔ معجم السفر، للحافظ المحدث ابی طاهر احمد السلفی (م۵۷۶ھ)، ط/ دارالفکر

۱۱۷۔ المقصد الارشد، لابن المفلح (م۸۸٤ھ)، ط/ مکتبة الرشد، ریاض

۱۱۸۔ المنهج الاحمد فی تراجم اصحاب الامام احمد، عبدالرحمن العلیمی المقدسی (م۹۲۸ھ)، ط/ دارصادر، بیروت

۱۱۹۔ المؤتلف و المختلف، للامام الحافظ ابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی (م۳۸۵ھ)، ط/ دارالغرب الاسلامی

۱۲۰۔ الموسوعة المیسرة فی تراجم الائمه، من القرن الاول الی المعاصرین مع دراسة لعقائدهم وشییء من طرائفهم لمجموعة من المؤلفین

۱۲۱۔ المطرب من اشعار اهل المغرب، للشیخ ابن دحیة ابی الخطاب (م۶۳۳ھ)، ط/ دارالعلم للجمیع، بیروت

۱۲۲۔ منادمة الاطلال، للعلامة عبدالقادر بدران (م۱۳٤۶ھ)

۱۲۳۔ الملحق التابع لبدر الطالع، للنسابة محمد محمد زبارة الیمنی

۱۲٤۔ مختصر طبقات الحنابلة، للشیخ محمد جمیل بن عمر، ابن شطی، دراسة: فواز احمد زمرلی، ط/ دارالکتب العربی

۱۲۵۔ نسب قریش، مصعب الزبیری (م۲۳۶ھ)، ط/ حیدرآباد

دكن، هند

١٢٦ـ نثر الجواهر والدرر فى علماء قرن الرابع عشر، الدكتور يوسف المرعشلى، ط/ دارالمعرفة بيروت، لبنان

١٢٧ـ نهاية الارب فى معرفة قبائل العرب، لابى العباس احمد القلقشندى (م٨٢١هـ)، مطبعة النجاح، بغداد

١٢٨ـ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، للشيخ عبدالقادر بن العيدروس اليمنى الهندى (م١٠٣٨هـ)، ط/ دارصادر، بيروت

١٢٩ـ النجوم الزاهرة، لابى المحاسن يوسف بن تغرى بردى الاتابكى

١٣٠ـ الوفيات، لابى عباس احمد الشهير ابن قنفذ (م٨٠٩هـ)، ط/ دارالافاق الجديدة، بيروت

١٣١ـ الوافى بالوفيات، لصلاح الدين خليل بن ايبك الصفدى (م٧٦٤هـ)

١٣٢ـ وفيات الاعيان، لابن خلكان ابى العباس (م٦٨١هـ)، ط/ مكتبه النهضة المصرية

اردو کتب

۱۔ ہفت روزہ الاعتصام، بانی: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، شیش محل روڈ، لاہور

۲۔ ارباب طریقت، از حاجی محمد ادریس بھوجیانی، ط/ مکتبہ رحمانیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

۳۔ اصحاب علم وفضل، از تنزیل صدیقی

۴۔ بزمِ ارجمنداں، از محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ، ط/ مکتبہ قدوسیہ، لاہور

۵۔ برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات، از مولانا محمد اسحاق بھٹی

۶۔ بزمِ صوفیہ، از سید صباح الدین عبدالرحمٰن، ط/ معارف، اعظم گڑھ

۷۔ تذکرہ غلام رسول قلعوی، از مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

۸۔ تیسیر القرآن، از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ، ط/ مکتبہ السلام، وسن پورہ، لاہور

۹۔ چمنستان حدیث، از محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

۱۰۔ طفیل قبیلہ، از میاں محمد اسلم جمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

PROFESSOR
Saeed Mujtaba Saeedi
Govt. Commercial Training Institute, Mankaira.

پروفیسر
سعید مُجتبیٰ سعیدی
گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ منکیرہ

محترم المقام مولانا صہیب الرحیم صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے

ہفت روزہ الاعتصام میں آپ کا قسط وار بسیط مفصل مضمون "حالت سجدہ میں وفات پانے والے" پڑھا۔ ازحد خوشی ہوئی۔ ہر شخصیت کے تذکرے کے بعد مراجع کی تفصیلات پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ نے اس موضوع اور عنوان پر معلومات حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ محنت کی۔ اس کی قدر اور اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں کتب بینی جن کا مشغلہ ہو۔ یہ تو آپ ہی کو علم ہوگا کہ ان معلومات کے جمع کرنے پر آپ کا کتنا وقت صرف ہوا؟ اللہ کریم سے دعا ہے کہ آپ کے علم و عمل اور تحریر میں برکت فرمائے اور مزید علمی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

طالب الدعوات، اخوکم و محبکم فی اللہ : ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

13-07-2015

دارالشہادۃ پوسٹ بکس ۳۰۰۶۰ منکیرہ ضلع بھکر فون